قال اللہ تعالیٰ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ آپ اپنے حال کو نہ بدلے

مسدس حالی

یعنی

مدوجزر اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص بہ حالی نے

مسلمانون کی ترقی اور تنزل کے بیان مین لکھا

۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی مین باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے

منطبع ہوا

قال اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

خدا تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہ بدلے

مسدس حالی

مسمّٰی بہ

مد و جزر اسلام

جسکو خاکسار الطاف حسین انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص حالی نے
مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کے بیان میں لکھا

سنہ ۱۲۹۶ھ

مطبع مجتبائی دہلی میں باہتمام محمد ممتاز علی مالک مطبع کے
منطبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

بلبل کی چمن میں ہمزبانی چھوڑی
بزم شعرا میں شعر خوانی چھوڑی
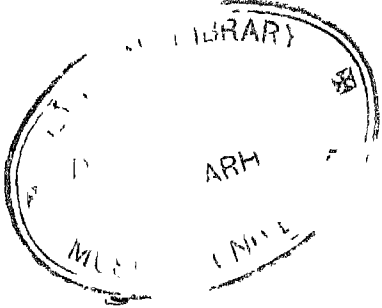
جب سے دل زندہ تونے ہمکو چھوڑا
ہمنے بھی تیری رام کہانی چھوڑی

عہد طفلی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت میں دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسی دلچسپ اور پر فضا میدان میں گذرا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہاں ریت کے ٹیلے تھے۔ نہ خار دار جھاڑیاں تھیں۔ نہ آندھیوں کے طوفان تھے۔ نہ باد سموم کی لپٹ تھی ❀ جب اس میدان سے کھیلتے کودتے آگے بڑھے تو ایک اور صحرا اس سے بھی زیادہ دلفریب۔ نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزاروں ولولے اور لاکھوں امنگیں خود بخود دل میں پیدا ہوگئیں۔ مگر یہ صحرا جسقدر نشاط انگیز تھا اوسیقدر وحشت خیز تھا۔ اسکی سرسبز جھاڑیوں میں ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے۔ اور اسکے خوشنما پودوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے۔ جونہیں اسکی حد میں قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ

اور مار و کثر دم نکل آئے ٭ باغ جوانی کی بہار اگرچہ قابل دید تھی مگر دنیا کے
مکروہات سے دم لینے کی فرصت نہ ملی ۔ نہ خود آرائی کا خیال آیا ۔ نہ عشق و
جوانی کی ہوا لگی ۔ نہ وصل کی لذت اوٹھائی ۔ نہ فراق کا مزا چکھا ٭

یہان تھا دام سخت قریب آشیان کے		اوڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بننا پڑا ۔ اک خیالی معشوق کی
چاہ مین برسون دشت جنون کی وہ خاک اوڑائی کہ قیس و فرہاد کو گرد کر دیا
کبھی نالۂ نیم شبی سے ربع مسکون کو ہلا ڈالا ۔ کبھی چشم دریا بار سے تمام
عالم کو ڈبو دیا ۔ آہ و فغان کے شور سے کروبیون کے کان بہرے ہو گئے
شکایتون کی بوچھاڑ سے زمانہ چیخ اوٹھا ۔ طعنون کی بھرمار سے آسمان چھلنی
ہو گیا ۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو رقیب سمجھا یہانتک کہ
آپ اپنے سے بدگمان ہو گئے ۔ جب شوق کا دریا اومڈا تو کشش
دل سے جذب مقناطیسی اور قوت کہربائی کا کام لیا ۔ بارہا تیغ ابرو
سے شہید ہوئے اور بارہا ایک ٹھوکر سے جی اوٹھے ۔ گویا زندگی
اک پیراہن تھا کہ جب چاہا اوتار دیا جب چاہا پہن لیا ۔ میدان
قیامت مین اکثر گذر ہوا ۔ بہشت و دوزخ کی اکثر سیر کی ۔

باده نوشی پر آئے تو خم کے خم لنڈہا دیے اور پہر بہی سیر نہوئے ۔ کبھی
خانۂ خمار کی چوکھٹ پر جبہہ سائی کی ۔ کبھی میفروش کے در پہ گدائی
کی ۔ کفر سے مانوس رہے ۔ ایمان سے بیزار رہے ۔ پیر مغان کے
ہاتہ پر بیعت کی ۔ برہمنون کے چیلے بنے ۔ بت پوجے ۔ زنار
باندہا ۔ قشقہ لگایا ۔ زاہدون پر پہبتیان کہین ۔ واعظون کا
خاکا اوڑایا ۔ دیر اور بتخانہ کی تعظیم کی ۔ کعبہ اور مسجد کی توہین کی
خدا سے شوخیان کین ۔ نبیون کی گستاخیان کین ۔ اعجاز مسیحی کو
اک کہیل جانا ۔ حسن یوسفی کو ایک تماشا سمجہا ؛ غزل کہی تو یار
شہدون کی بولیان بولین ۔ قصیدہ لکہا تو بہاٹ اور بادخوانون
کے مونہ پہیر دیئے ۔ ہر مشت خاک مین اکسیر اعظم کے خواص بتلائے ۔ ہر چوب
خشک مین عصائے موسوی کے کرشمے دکہائے ۔ ہر نمرود وقت کو ابراہیم خلیل سے
جا ملایا ۔ ہر فرعون بے سامان کو قادر مطلق سے جا بہڑایا ۔ جسکے تلے
بنے اوسے ایسا بانس پر چڑہایا کہ خود ممدوح کو اپنی تعریف مین کچہ مزا نہ آیا ۔
غرض نامۂ اعمال ایسا سیاہ کیا کہ کہین سفیدی باقی نہ چہوڑی ؛

چو پرسش گنہم روز حشر خواہد بود		منتکات گناہان خلق پارہ کنند

بیس برس کی عمر سے چالیسوین سال تک تیلی کی بیل کیطرح اوسی ایک چکر مین
پہرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طے کر چکے ۔ جب آنکھین کہلین
تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تہے ابتک وہین ہین ❀

شکستہ رنگ شباب و ہنوز رعنائی		دران دیار کہ زادی ہنوز انجائی

نگاہ اوٹہا کر دیکہا تو داہنین بائین آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جسمین
بیشمار راہین چارون طرف کہلی ہوئی تہین ۔ اور خیال کی لیئے کہین
عرصہ تنگ نہ تہا ۔ جی مین آیا کہ قدم آگے بڑہائین ۔ اور اس میدان
کی سیر کرین ۔ مگر جو قدم بیس برس تک ایک چال سے دوسری چال نہ چلے
ہون اور جنکی دوڑ گز دو گز زمین مین محدود رہی ہو اون سے اس وسیع
میدان مین کام لینا آسان نہ تہا ۔ اسکے سوا بیس برس کی بیکار اور نکمی
گردش مین ہاتہ پانو چور ہو گئے تہے ۔ اور طاقت رفتار جواب دے چکی تہی
لیکن پانو مین چکر تہا اسلیئے نچلا بیٹھنا بہی دشوار تہا ❀ چند روز اسی تردد
مین یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑہتا تہا دوسرا پیچھے ہٹتا تہا ۔ ناگاہ دیکہا
کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مرد ہے ایک دشوار گذار رستے مین
رہ نورد ہے ۔ بہت سے لوگ جو اوسکے ساتہ چلے تہے تہک کر پیچھے رہ

رہ گئے ہین ۔ بہت سی ابہی اوسکے ساتہ افتان و خیزان چلے جاتے
ہین ۔ مگر ہونٹون پر پپڑیان جمی ہین ۔ پیرون مین چہالے پڑے
ہین ۔ دم چڑہ رہا ہے ۔ چہرہ پر ہوائیان اوڑ رہی ہین لیکن
وہ اولوالعزم آدمی جو ان سبکا رہنما ہے اوسیطرح تازہ دم ہے۔ نہ اوسے
رستے کی تکان ہی ۔ نہ ساتہیون کی چہوٹ جانیکی پروا ہی ۔ نہ منزل کی
دوری سے کچہ ہراس ہی ۔ اوسکی چتونون مین غضب جادو بہرا ہی کہ جسکی
طرف آنکہہ اوٹہا کر دیکہتا ہی وہ آنکہین بند کرکے اوسکے ساتہ ہو لیتا ۔ اوسکی
ایک نگاہ ادہر بہی پڑی اور اپنا کام کر گئی ۔ بیس برسکے تہکے ہارے خستہ
و کوفتہ اوسی دشوار گزار رستے پر پڑ لئے ۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہان جاتے
ہین ۔ نہ یہ معلوم ہی کہ کیون جاتے ہین ۔ نہ طلب صادق ہے ۔
نہ قدم راسخ ہے ۔ نہ عزم ہی ۔ نہ استقلال ہی ۔ نہ صدق ہے ۔ نہ اخلاص
ہے ۔ مگر ایک زبردست ہاتہ ہے کہ کہینچے لئے چلا جاتا ہے ؎

آن دل کہ رم نمودی از خوبرو جوانان ۔ دیرینہ سال پیری بردش بیک نگاہے

زمانہ کا نیا ٹہاٹہہ دیکہکر پرانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تہا ۔ اور جہوٹے
ڈہکوسلے باندہنے سے شرم آنی لگی تہی ۔ نہ یارون کے اوبہارون سے

دل بڑھتا تھا ۔ نہ ساتھیون کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا ۔ مگر یہ ایک ایسے ناسور کا مونہ بند کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کئی بغیر نہین رہ سکتا اسلئے بخارات درونی جنکے رُکنے سے دم گھٹا جاتا تھا دل و دماغ مین تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ ڈھونڈتے تھے ۔ قوم کے ایک سچے خیرخواہ نے جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک مین اسی نام سے پکارا جاتا ہے اور جسطرح خود اپنے پر زور ہاتھ اور قوی بازو سے بہائیون کی خدمت کر رہا ہے اسیطرح ہر اپاہج اور نکمے کو اسی کام مین لگانا چاہتا ہے) اُکر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ ما حیوان ناطق ہونے کا دعوے کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام نہ لینا بڑی ہی شرم کی بات ہے ۔

رو چو انسان لب بجنبان در دہن	ورچہ ادعی لاف انسانی مزن

قوم کی حالت تباہ ہے ۔ عزیز ذلیل ہوگئے ہین ۔ شریف خاک مین ملگئے ہین علم کا خاتمہ ہوچکا ہے ۔ دین کا صرف نام باقی ہے ۔ افلاس کی گھر گھر پکار ہے ۔ پیٹ کی چارون طرف دوہائی ہے ۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہین اور بگڑتے جاتے ہین ۔ تعصب کی گھنگھور گھٹا تمام قوم پر چھائی ہوئی ہے ۔ رسم و رواج کی بیڑی ایک ایک کے پانو مین پڑی ہے ۔ جہالت اور تقلید سب کی

گردن پر سوار ہے۔ اُمرا جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہین غافل اور بے پروا ہین۔ علما جنکو قوم کی اصلاح مین بہت بڑا دخل ہے زمانہ کی ضرورتون اور مصلحتون سے محض ناواقف ہین۔ ایسے مین جس سے جو کچھ بن آئے سو بہتر ہے۔ ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ مین سوار ہین۔ اور ساری ناؤ کی سلامتی مین ہماری سلامتی ہے۔ ہرچند لوگ بہت کچھ لکھہ چکے ہین اور لکھہ رہے ہین۔ مگر نظم جو کہ انسان کو بالطبع مرغوب ہے اور خاص کر عرب کا ترکہ اور مسلمانون کا موروثی حصہ ہے قوم کے بیدار کرنیکے لئے ابتک کسی نے نہین لکہی اگرچہ ظاہر ہے کہ اور تدبیرون سے کیا ہوا جو اس تدبیر سے ہوگا۔ مگر ایسی تنگ حالتون مین انسان کے دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گزرتے رہے ہین۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہین کرسکتے۔ دوسرے یہ کہ ہمکو کچھہ کرنا چاہیئے۔ پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہہ ہوا کہ کچھہ نہ ہوا۔ اور دوسرے خیال سے دنیا مین بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے ؎

در قفس سست منشین از کشایش ناامید اینجا ۔ برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ [1]

ہرچند اس حکم کی بجا آوری مشکل تہی اور اس خدمت کا بوجھہ

(۱) اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ ناامید ہوجاتے ہین تو وہ مینہہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پہیلاتا ہے

اوٹھانا دشوار تہا مگر ناصح کی جادو بہری تقریر جی مین گہر کر گئی • دل سے
نکلی تہی دل ہی مین جا کر ٹہیری • برسون کی بجھی ہوئی طبیعت مین ایک ولولہ
پیدا ہوا اور باسی کڑہی مین ایک اوبال آیا • افسردہ دل اور بوسیدہ دماغ
جو امراض کے متواتر حملون سے کسی کام کے نہ رہے تہے اونہین سے کام لینا
شروع کیا • اور ایک مسدس کی بنیاد ڈالی • دنیا کے مکروہات سے فرصت
بہت کم ملی • اور بیماریون کے ہجوم سے اطمینان کبہی نصیب نہین ہوا • مگر ہر حال مین
یہہ دہن لگی رہی • بارے الحمد للہ کہ بہت سی قتون کے بعد ایک ٹوٹی پہوٹی
نظم اس عاجز بندہ کی طاقت کے موافق تیار ہوگئی • اور ناصح مشفق سے
شرمندہ ہونا نہ پڑا • صرف ایک امید کے سہارے پر یہہ راہِ دور و دراز
طے کی گئی ہے • ورنہ منزل کا نشان نہ اب تک ملا ہے نہ آیندہ ملنے کی توقع ہے

خبرم نیست کہ منزلگہ مقصود کجاست   اینقدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

اوس مسدس کے آغاز مین پانچ سات بند تمہید کے لکہکر اول عرب کی
اوس ابتر حالت کا خاکا کہینچا ہے جو ظہورِ اسلام سے پہلے تہی اور جسکا
نام اسلام کی زبان مین جاہلیت کہا گیا • پہر کوکبِ اسلام کا طلوع ہونا
اور نبی امی صلعم کی تعلیم سے اوس ریگستان کا دفعۃً سرسبز و شاداب ہو جانا

اور اوس ابر رحمت کا امت کی کہیتی کو رحلت کے وقت ہرا بہرا چہوڑ جانا
اور مسلمانون کا دینی و دنیوی ترقیات مین تمام عالم پر سبقت لیجانا
بیان کیا ہے ۔ اسکے بعد اونکے تنزل کا حال لکہا ہے اور قوم کے
لیئے اپنے بے ہنر ہاتہون سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہے جسمین اگر وہ اپنے
خط وخال دیکہہ سکتے ہین اور سمجہ سکتے ہین کہ ہم کون تہے اور کیا ہو گئے ۔
اگرچہ اس جانکاہ نظم مین جسکی دشواریان لکہنے والے کا دل اور دماغ ہی خوب جانتا ہے
بیان کا حق نہ جیسے ادا ہوا ہے نہ ہو سکتا تہا ۔ مگر شکر ہے کہ جسقدر ہو گیا
اتنی بہی امید نہ تہی ۔ ہمارے ملک کے اہل مذاق ظاہرا اس روکہی پہیکی
سیدہی سادی نظم کو پسند نہ کرینگے کیونکہ اسمین یا تاریخی واقعات ہین یا
یا چند آیتون اور حدیثون کا ترجمہ ہے ۔ یا جو آج کل قوم کی حالت ہے اوسکا
صحیح صحیح نقشہ کہینچا گیا ہے ۔ نہ کہین نازک خیالی ہے ۔ نہ رنگین بیانی ہے
نہ مبالغہ کی چاٹ ہے ۔ نہ تکلف کی چاشنی ہے ۔ غرض کوئی بات
ایسی نہین ہے جس سے اہل وطن کے کان مانوس اور مذاق آشنا ہون
اور کوئی کرشمہ ایسا نہین ہے کہ (۱) لا عین رات ولا اذن سمعت ولا
خطر علی قلب لبشر ۔ گویا اہل دہلی و لکہنؤ کی دعوت مین ایک ایسا

(۱) نہ کسی آنکہہ نے دیکہا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل مین گزرا ۔

دسترخوان چُنا گیا ہے جسمین او بالی کہچڑی اور بے مرچ سالن کے سوا
کچہہ نہین ۔ مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واسننے کے لئے
نہین کی گئی ۔ بلکہ عزیزون اور دوستون کو غیرت اور شرم دلانے
کے لئے کی گئی ہے ۔ اگر دیکہین اور پڑہین اور سمجہین تو اونکا احسان
ہے ۔ ورنہ کچہہ شکایت نہین ۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

کلمتان تعربیان فاحتملوہما ۔ کلمۃ حکم من سفیہ فاقبلوہا ۔ وکلمۃ سفہ من حکیم فاغفروہا ۔

دو باتین بے محل ہین ان دونون کو گوارا کرو دانائی کی بات جو نادان کہے اوسکو قبول کرو اور نادانی کی بات جو دانا کہے اوسے بخشدو

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رباعی

۱
پستی کا کوئی حد سے گذرنا دیکھے — اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کبھی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد — دریا کا ہمارے جو اوترنا دیکھے

مسدس

۲ II
کسی نے یہ بقراط(۱) سے جا کے پوچھا — مرض تیرے نزدیک مہلک ہین کیا کیا
کہا دکھ جہان مین نہین کوئی ایسا — کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھین — کہے جو طبیب اوسکو ہذیان سمجھین

(۱) یہ شخص قدیم دار الخلافہ شام یعنی شہر حمص مین سکندر سے تقریبا سو برس پہلے گذرا ہے ۔ عربی زبان مین طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابون سے پہلے ترجمہ نہین ہوئی

(۱۱)

سبب یا علامت گر اونکو سجھائین ۔ تو تشخیص مین سو نکالین خطائین
دوا اور پرہیز سے جی چرائین ۔ یونہین رفتہ رفتہ مرض کو بڑہائین
طبیبون سے ہرگز نہ مانوس ہون وہ ۔ یہانتک کہ جینے سے مایوس ہون وہ

(۱۲)

یہی حال دنیا مین اوس قوم کا ہے ۔ بہنور مین جہاز آکے جسکا گہرا ہے
کنارا ہے دور اور طوفان بپا ہے ۔ گمان ہے یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے
نہین لیتے کروٹ مگر اہل کشتی ۔ پڑے سوتے ہین بے خبر اہل کشتی

گہٹا سر پہ ادبار کی چہا رہی ہے ۔ فلاکت سمان اپنا دکہلا رہی ہے
نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہے ۔ چپ و راس سے یہ صدا آرہی ہے
کہ کل کون تہے آج کیا ہوگئے تم ۔ ابہی جاگتے تہے ابہی سو گئے تم

(۱۳)

پر اوس قوم غافل کی غفلت وہی ہے ۔ تنزل پہ اپنی قناعت وہی ہے
ملے خاک مین پر رعونت وہی ہے ۔ ہوئی صبح اور خواب راحت وہی ہے
نہ افسوس اونہین اپنی ذلت پہ ہے کچہہ ۔ نہ رشک اور قومون کی عزت پہ ہے کچہہ

بہائم کی اور اونکی حالت ہے یکسان ۔ کہ جس حال مین ہین اوسی مین ہین شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان ۔ نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کے خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچہہ کام اونہون نے ۔ کیا دین برحق کو بدنام اونہون نے

(۱) طب کی اصطلاح مین سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہوا اور علامت وہ جس سے مرض پہچانا جائے

۷
وہ دین جسنے اعدا(۱) کو اخوان بنایا
وحوش اور بہائم کو انسان بنایا
درندوں کو غمخوار دوران بنایا
گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تہا ایک ڈہوروں کا گلہ
گران کر دیا اوسکا عالم سے پلہ

۸
عرب کچھ نہ تہا ایک جزیرہ(۲) نما تہا
کہ پیوند ملکوں سے جسکا جدا تہا
نہ وہ غیر قوموں پہ چڑہکر گیا تہا
نہ اوسپر کوئی غیر فرمان روا تہا
تمدن(۳) کا اوسپر پڑا تہا نہ سایا
ترقی کا تہا وان قدم تک نہ آیا

۹
نہ آب و ہوا ایسی تہی روح پرور
کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے سامان تہے وان میسر
کنول جس سے کہل جائیں دل کے سراسر
نہ سبزہ تہا صحرا مین پیدا نہ پانی
فقط آب باران پہ تہی زندگانی

۱۰
زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان
لوؤن کی لپٹ باد صرصر کے طوفان
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیابان
کہجوروں کے جہنڈ اور خار مغیلان
نہ کہیتوں مین غلہ نہ جنگل مین کہیتی
عرب اور کل کائنات اوسکی یہ تہی

(۱) جیسا کہ قرآن مجید مین وارد ہوا ہے "کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا" یعنی تم دشمن تہے سو خدا نے تمہارے دلون مین الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اوسکے فضل سے بہائی بہائی

(۲) جزیرہ نما جغرافیہ کی اصطلاح مین خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو کہتے ہیں

(۳) عربی مین سویلزیشن (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا ہے چنانچہ عرب یورپ کی سلطنتوں کو دول متمدنہ

11	نہ وہان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی		نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی	
	وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی		خدا کی زمین بن جتی سر بسر تھی	
	پہاڑ اور صحرا مین ڈیرا تھا سب کا		تلے آسمان کے بسیرا تھا سب کا	
12	کہین آگ پجتی تھی وہان بے محابا		کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا	
	بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا		بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا	
	کرشمون کا راہب کے تھا صید کوئی		طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی	
13	وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا		خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا	
	ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا		کہ اس گھر سے ابلیگا چشمہ ہدےٰ کا	
	وہ اک بت پرستون کا تیرتھ بنا تھا		جہان تین سو ساٹھ بت پج رہا تھا	

(۱) مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پرتوے سے روشن ہوا تھا

(۲) صابئین کا فرقہ ستارونکو بھی پوجتا تھا اور آگ کی بھی تعظیم کرتا تھا ۔ عیسائی تثلیث کے قائل تھے ۔ عیسائی درویش جو پہاڑون اور جنگلون مین رہتے تھے اور دنیا کی لذتین ترک کر دیتے تھے وہ راہب کہلاتے تھے ۔ جو لوگ علم غیب کا دعوےٰ کرتے تھے اور زمانہ آیندہ کی خبرین دیکر لوگونکو فریفتہ کرتے تھے وہ کاہن کہلاتے تھے یہ سب فرقے جزیرہ نماے عرب مین جمع تھے ۔

(۳) اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بناے حضرت سلیمانؑ یعنی بیت المقدس سے نوسو چالوین برس پہلے اور حضرت عیسےٰؑ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا

۱۶ قبیلہ قبیلہ کا بت اک جدا تھا — کسیکا ہبل(۱) تھا کسیکا صفا تھا
یہ عزیٰ پہ وہ نائلہ پر فدا تھا — اسیطرح گھر گھر نیا اک خدا تھا
نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور — اندھیرا تھا فاران(۲) کی چوٹیون پر

۱۷ چلن اونکے جتنے تھے سب وحشیانہ — ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اونکا زمانہ — نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے — درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے

۱۸ نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے — سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے — تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وہان شرارا — تو اوس سے بھڑک اوٹھتا تھا ملک سارا

(۱) ہُبل۔ صفا۔ عُزّیٰ۔ نائلہ۔ چارون بتون کے نام ہین ۔ انکے سوا لات اور منات اور اَساف وغیرہ اور بہت سے بُت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلہ کے ساتہ مخصوص تھا

(۲) فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے ۔ اس شعر مین اوس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو آنحضرتؐ کے مبعوث ہونیکے بابت حضرت موسےٰ نے توریت مین اور حبقوق نبی نے اپنی کتاب مین دی ہے ۔ اس بشارت کے اُردو ترجمہ کے لفظ یہ ہین کہ ،، خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا ۔ اوسکے دائین ہاتہ مین شریعت روشن ہے لشکر ملائکہ کے ساتہ آیا ،، (توریت کتاب پنجم باب ۳۳ – ۲) ،، آئیگا الله جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے ۔ آسمانون کو جمال سے چھپا دیا اوسکی ستایش سے زمین بہر گئی ،، کتاب حبقوق باب ۳ – ۳

۱۷	وہ بکر(۱) اور تغلب کی باہمی لڑائی قبیلوں کی کردی تھی جسنے صفائی		صدی جسمین آدھی انہوں نے گنوائی تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
	نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ		کرشمہ ایک انکی جہالت کا تھا وہ
۱۸	اسیطرح ایک اور خونریز بیدا رہا ایک مدت تک آپسمین برپا		عرب مین لقب حرب داحس(۲) ہے جسکا بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا
	سبب اسکا لکھا ہے یہ اصمعی نے		کہ گھوڑ دوڑ مین چشمک کی تھی کسی نے
۱۹	کہین تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا		کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا کہین پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
	یونہین روز ہوتی تھی تکرار انمین		یونہین چلتی رہتی تھی تلوار انمین

(۱) یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار مین حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے ۔ بنیاد اسکی یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ کھیت مین چلا گیا ۔ کھیت والی عورت نے اوسے مارا ۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی ۔ اس بات پر سنہ ۴۹۴ء سے سنہ ۵۳۴ء تک برابر لڑائی رہی ۔ اول یہ لڑائی بنی بکر اور بنی تغلب مین ہوئی شروع ہوئی تھی مگر رفتہ رفتہ تمام عرب کے قبیلے اسمین شریک ہوگئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارا گیا ۔

(۲) یہ لڑائی سنہ ۵۶۸ء سے سنہ ۶۳۱ء تک جاری رہی ۔ داحس ایک گھوڑا تھا ۔ گھوڑ دوڑ مین وہ آگے بڑھا چاہتا تھا کہ ایک شخص نے بڑھکر اوسے بدکا دیا ۔ اتنی بات پر ایسا رن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے کٹ مرے ۔ اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اوسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے ۔ اصمعی سے زمانہ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہین ۔

20 جو ہوتی تہی پیدا کسی گہر مین دختر — تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پہرے دیکہتی جب تہی شوہر کے تیور — کہین زندہ گاڑ آتی تہی اوسکو جاکر
گود اوسکی نفرت سے کرتی تہی خالی — جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

21 جوا اونکی دن رات کی دل لگی تہی — شراب اونکی گہٹی مین گویا پڑی تہی
تعیش تہا غفلت تہی دیوانگی تہی — غرض ہر طرح اونکی حالت بری تہی
بس اس طرح دس اونکو گذری تہین صدیان — کہ چہائی ہوئی نیکیون پر تہین بدیان

22 یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت — بڑہا جانب بوقبیس[1] ابر رحمت
ادا خاک بطحا[2] نے کی وہ ودیعت — چلے آتے تہے جسکی دیتے شہادت
ہوئی پہلوئے آمنہ[3] سے ہویدا — دعائے خلیل[4] اور نوید مسیحا

ولادت حضرت رحمۃ للعالمین

(۱) یہ پہاڑ مکہ معظمہ سے جانب شرق واقع ہے ۔ مکہ اسکے نیچے غرب کی جانب آباد ہے
(۲) بطحا سے مکہ ایک مقام مکہ اور منے کے درمیان واقع ہے مگر بطحی کا اطلاق عموماً ارض مکہ پر کیا جاتا ہے ۔ بطحا عربی مین اوس زمین کو کہتے ہین جسمین سنگریزے کثرت سے ہون
(۳) آمنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی والدۂ ماجدہ کا نام ہے
(۴) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور اپنے بہائی عیسے کی بشارت ہون ۔ کیونکہ حضرت ابراہیم نے جیسا کہ سورۂ بقر کے رکوع ۱۵ مین مذکور ہے دعا کی تہی کہ الہی مکہ والون مین ایک نبی اونہین مین سے مبعوث کر ۔ اور حضرت عیسے نے جیسا کہ سورۂ صف کے پہلے رکوع مین اور انجیل یوحنا کے سولہوین باب مین ہے اپنی قوم کو بشارت دی تہی کہ میرے بعد ایک نبی آویگا جسکا نام فارقلیط یعنی احمد ہوگا

۲۳
ہوئے محو عالم سے آثار ظلمت | کہ طالع ہوا ماہِ برجِ سعادت
نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت | کہ تہا ابر مین ماہتاب رسالت
یہ چالیسوین سال لطف خدا سے | کیا چاند نے کہیت غارِ حرا[1] سے

۲۴
وہ نبیون مین رحمت لقب پانیوالا | مرادین غریبون کی بر لانیوالا
مصیبت مین غیرون کے کام آنیوالا | وہ اپنے پرائے کا غم کہانیوالا
فقیرون کا ملجا ضعیفون کا ماویٰ | یتیمون کا والی غلامون کا مولےٰ

۲۵
خطا کار سے درگزر کرنے والا | بد اندیش کے دل مین گہر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا | قبائل کو شیر و شکر کرنے والا
اوتر کر حرا سے سوے قوم آیا | اور اک نسخۂ کیمیا ساتہ لایا

مسِ خام کو جسنے کندن بنایا | کہرا اور کہوٹا الگ کر دکہایا
عرب جس پہ قرنون سے تہا جہل چہایا | پلٹ دی بس اک آن مین اوسکی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا | ادہر سے اودہر پہر گیا رخ ہوا کا

نعت حضرت خاتم النبیین

(۱) کوہِ حرا جو کہ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے اوسمین ایک غار ہے جسمین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعثت سے پہلے جاکر ذکر و فکر کیا کرتے تہے۔ اسی غار کو غارِ حرا کہتے ہین۔ سب سے پہلے وحی الہی اسی غار مین نازل ہوئی تہی -

پڑی کان مین دہات تہی اک نکمی — نہ کچہ قدر تہی اور نہ قیمت تہی جسکی
طبیعت مین جو اوسکی جوہر تہے مخفی — ہوئے سب تہے مٹی مین ملکر وہ مٹی
پہ تہا ثبت علم قضا و قدر مین — کہ بنجائیگی وہ طلا اک نظر مین

وہ فخر عرب زیب محراب و منبر — تمام اہل مکہ کو ہمراہ لیکر
گیا ایک دن حسب فرمان داور — سوے دشت اور چڑہکے کوہ صفا پر(۱)
یہ فرمایا سب سے کہ ،،اے آل غالب(۲) — سمجہتے ہو تم مجہکو صادق کہ کاذب،،

کہا سب نے ،، قول آجتک کوئی تیرا — کبہی ہمنے جہوٹا سنا اور نہ دیکہا،،
کہا ،، گر سمجہتے ہو تم مجہکو ایسا — تو باور کروگے اگر مین کہونگا
کہ فوج گران پشت کوہ صفا پر — پڑی ہے کہ لوٹے تمہین گہات پاکر،،

کہا ،، تیری ہر بات کا یہان یقین ہے — کہ بچپن سے صادق ہے تو اور امین ہے،،
کہا ،، گر مری بات یہ دلنشین ہے — تو سن لو خلاف اسمین اصلا نہین ہے
کہ سب قافلہ یہان سے ہے جانیوالا — ڈرو اوس سے جو وقت ہے آنیوالا،،

(۱) صفا اور مروہ مکہ مین دو پہاڑیان ہین جنکے بیچ مین حاجیون کو سات بار دوڑنیکا حکم ہے۔ حضرت اسمعیلؑ کی والدہ ماجدہ ہاجرہ پر جب یہان سخت حالت گزری تہی تو وہ قلق اور اضطراب مین اس مقام پر سرگشتہ و پریشان دوڑتی پہرتی تہین۔ اسی بنا پر مسلمانون کو یہان دوڑنے کا حکم ہوا ہے

(۲) قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہین

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی
نئی اک لگن دل میں سب کے لگا دی
اک آواز میں سوتی بستی جگا دی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نامِ حق سے

تعلیم شریعت

سبق پھر شریعت کا ان کو پڑھایا
حقیقت کا گُر ان کو اک اک بتایا
زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا
بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر
وہ دکھلا دیے ایک پردہ اٹھا کر

حالاتِ اہلِ عالم

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں
بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلاں
مے حق سے محرم نہ تھی بزمِ دوراں

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک
خُمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے
نہ آگاہ تھے مبدا و منتہی سے
لگا لی تھی اک اک نے لو ماسوا سے
پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے

یہ سنتے ہی تھرا گیا گلہ سارا
یہ راعی (۱) نے للکار کر جب پکارا

توحید کی تعلیم

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

(۱) راعی بکریاں چرانے والا۔ اس لفظ کا اطلاق انبیا پر اکثر کیا گیا ہے

اوسی پر ہمیشہ بہروسا کرو تم | اوسیکے سدا عشق کا دم بہرو تم
اوسیکے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم | اوسیکی طلب مین مرو جب مرو تم

مبرا ہے شرکت سے اوسکی خدائی | نہین اوسکے آگے کسیکو بڑائی

خرد اور ادراک رنجور ہین وان | مہ و مہر ادنے سے مزدور ہین وان
جہاندار مغلوب و مقہور ہین وان | نبی اور صدیق(١) مجبور ہین وان

نہ پرسش ہے رہبان و احبار کی وان | نہ پروا ہے ابرار و احرار کی وان

نصارےٰ نے جسطرح کہایا ہے دہوکا(٢) | کہ سمجھے وہ عیسےٰ کو بیٹا خدا کا
مجہے تم سمجہنا نہ زنہار ایسا | مری حد سے رتبہ بڑہانا نہ میرا

سب انسان ہین جسطرح وان سرفگندہ | اسیطرح ہون مین بہی ایک اوسکا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم | نہ کرنا مری قبر پر سر کو خم تم
نہین بندہ ہونے مین کچہ مجہسے کم تم | کہ بیچارگی مین برابر ہین ہم تم

مجہے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی | کہ بندہ بہی ہون اوسکا اور ایلچی بہی(٣)

(١) صدیق انبیا پر سبسے پہلے ایمان لانیوالے اور اپنی تمام زندگی راستبازی سے بسر کرنیوالے ۔ رہبان عیسائیون کے درویش ۔ احبار عیسائیون کے علماے دین ۔ ابرار نیک بندے ۔ احرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزون سے آزاد اور بے تعلق ہین ۔

(٢) اس حدیث کے الفاظ یہ ہین لاتطرونی کما اطرت النصاری ابن مریم فانما انا عبدہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ

(٣) جیسا کہ قرآن شریف مین ارشاد ہوا ہے "قل انما انا بشر مثلکم یوحےٰ الیّ"

اسیطرح دل اونکا ایک ایک سے توڑا ۔ ہر ایک قبلۂ کج سے مونہ اونکا موڑا
کہین ماسوے کا علاقہ نچھوڑا ۔ خداوند سے رشتہ بندونکا جوڑا
کبھی کے جو پھرتے تھے مالک سے بھاگے ۔ دیئے سر جھکا اونکے مالک کے آگے

پتا اصل مقصود کا پا گیا جب ۔ نشان گنج دولت کا ہاتھ آگیا جب
محبت سے دل اونکا گرما گیا جب ۔ سمان اونپہ توحید کا چھا گیا جب
سکھائے معیشت کے آداب اونکو ۔ پڑھائے تمدن کے سب باب اونکو

جتائی اونہین وقت کی قدر و قیمت ۔ دلائی اونہین کام کی حرص و رغبت
کہا چہوڑ دینگے[1] سب آخر رفاقت ۔ ہون فرزند و زن اسمین یا مال و دولت
نچھوڑیگا پر ساتھ ہرگز تمہارا ۔ بہلائی مین جو وقت تمنے گزارا

غنیمت ہے[2] صحت علالت سے پہلے ۔ فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے
جوانی بڑہاپے کی زحمت سے پہلے ۔ اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے
فقیری سے پہلے غنیمت ہے دولت ۔ جو کرنا ہے کرلو کہ تہوڑی ہے مہلت

(۱) حدیث مین آیا ہے کہ یتبع المیت ثلثة فیرجع اثنان ویبقی معہ واحد ۔ یتبعہ اہلہ وماله وعمله فیرجع اہله وماله ویبقی عمله

(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین اغتنم خمسا قبل خمس ۔ شبابک قبل ہرمک ۔ وصحتک قبل سقمک ۔ وغناک قبل فقرک ۔ وفراغک قبل شغلک ۔ وحیوتک قبل موتک

یہ کہکر کیا علم پر اونکو شیدا ۔ کہ ملعون ہین دور رحمت سے سب اہل دنیا[1]
مگر دھیان ہے جنکو ہر دم خدا کا ۔ ہی تعلیم کا یا سدا جنہین چرچا
اونہین کے لیئے یہان ہے نعمت خدا کی ۔ "اونہین پر ہے وہان جاکے رحمت خدا کی"

سکھائی اونہین نوع انسان پہ شفقت ۔ کہا ہے یہ اسلامیون کی علامت[2]
کہ ہمسایہ سے رکھتے ہین وہ محبت ۔ شب و روز پہنچاتے ہین اوسکو راحت
وہ جو حق سے اپنے لیئے چاہتے ہین ۔ وہی ہر بشر کے لیئے چاہتے ہین

خدا رحم کرتا نہین اوس بشر پر[3] ۔ نہو درد کی چوٹ جسکے جگر پر
کسیکے گر آفت گزر جائے سر پر ۔ پڑے غم کا سایہ نہ اوس بے اثر پر
کرو مہربانی تم اہل زمین پر ۔ خدا مہربان ہوگا عرش برین پر

ڈرایا تعصب سے اونکو یہہ کہکر ۔ کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر[4]
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر ۔ وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اوسکے یاور
نہین حق سے کچھ اوس محبت کو بہرہ ۔ کہ جو تمکو اندھا کرے اور بہرا"

(۱) اس حدیث کے لفظ یہ ہین الا ان الدنیا ملعونة ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ و عالم و متعلم
(۲) اس حدیث کے لفظ یہ ہین احسن الی جارک تکن مؤمنا واحب للناس ما تحب لنفسک تکن مسلما
(۳) یہہ دو حدیثون کا ترجمہ ہے لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس ۔ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء
(۴) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ لیس منا من دعا الی عصبیة ولیس منا من قاتل عصبیة ولیس منا من مات علی عصبیة ۔ حبک الشیء یعمی ویصم

پرہیزگاری

بچایا برائی سے اونکو یہ کہکر ۔ کہ ''طاعت سے ترک معاصی ہے بہتر[(۱)]

تورع کا ہے ذات میں جنکی جوہر ۔ نہ ہونگے کبھی عابد اونکے برابر

کرو ذکر اہل ورع کا جہان تم ۔ نہ لو عابدوں کا کبھی نام وان تم''

کسب

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی ۔ کہ ''بازو سے اپنے کرو تم کمائی[(۲)]

خبر تاکہ لو اوس سے اپنی پرائی ۔ نہ کرنی پڑے تمکو در در گدائی

طلب سے ہے دنیا کی گر یہان یہ نیت ۔ تو چمکوگے وان ماہ کامل کی صورت''

اغنیا

امیروں کو تنبیہ کی اسطرح پر ۔ کہ ''ہیں تم میں جو اغنیا اور تونگر[(۳)]

اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر ۔ بنی نوع کے ہوں مددگار و یاور

نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز ۔ اوٹھاتے نہوں بے دہڑک گام ہرگز

تو مُردوں سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ ۔ زمانہ مبارک ہے جسکو ایسا

پہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا ۔ نہو عیش میں جنکو اورونکی پروا

نہیں اوس زمانہ میں کچھ خیر و برکت ۔ اقامت سے بہتر ہے اوسوقت رحلت''

(۱) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ ذکر رجل عند رسول اللہ بعبادة واجتہاد وذکر آخر برعة فقال النبی لا تعدل بالرعة یعنی الورع

(۲) اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں من طلب الدنیا حلالاً استعفافا عن المسئلة وسعیا علی اہلہ وتعطفا علی جارہ لقی اللہ تعالی یوم القیمة ووجہہ مثل القمر لیلة البدر

(۳) یہ اس حدیث کا ماحصل ہے اذا کان امراکم خیارکم واغنیاکم سمحاءکم وامورکم شوری بینکم فظہر الارض خیر لکم من بطنہا • واذا کان امراکم شرارکم واغنیاکم بخلاءکم وامورکم الی نساءکم فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا

دیے پھیر دل اونکے مکر و ریا سے — بھرا اونکے سینہ کو صدق و صفا سے
بچایا اونہین کذب سے افترا سے — کیا سرخرو خلق سے اور خدا سے
رہا قول حق مین نہ کچھ باک اونکو — بس اک شب مین کر دیا پاک اونکو

کہین حفظ صحت کے آئین سکھائے — سفر کے کہین شوق اونکو دلائے
مفاد اونکو سوداگری کے سجھائے — اصول اونکو فرمان دہی کے بتائے
نشان راہ منزل کا ایک ایک دکھایا — بنی نوع کا اون کو رہبر بنایا

ہوئی ایسی عادت پہ تعلیم غالب — کہ باطل کے شیدا ہوئے حق کے طالب
مناقب سے بدلے گئے سب مثالب — ہوئے روح سے بہرہ ور اونکے قالب
جسے[1] راج رد کر چکے تھے وہ پتھر — ہوا جاکے آخر کو قائم سرے پر

جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت — ادا کر چکی فرض اپنا رسالت
رہی حق پہ باقی نہ بندون کی حجت — نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت
تو اسلام کی وارث ایک قوم چھوڑی — کہ دنیا مین جسکی مثالین ہین تھوڑی

سب اسلام کے حکم بردار بندے — سب اسلامیون کے مددگار بندے
خدا اور نبی کے وفادار بندے — یتیمون کے بیوون کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے — نشہ مین مے حق کے سرشار سارے

(۱) یہ اوس پیشین گوئی کیطرف اشارہ ہے جو انجیل متی کے باب ۲۱ مین ہے اور جسکو مسلمان بنی اسمٰعیل کے حق مین سمجھتے ہین

جہالت کی رسمین مٹا دینے والے — کہانت کی بنیاد ڈہا دینے والے
سر احکام دین پر جہکا دینے والے — خدا کے لئے گہر لٹا دینے والے
ہر آفت مین سینے سپر کرنے والے — فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

اگر اختلاف ان مین باہم دگر تہا — تو بالکل مدار اوسکا اخلاص پر تہا
جہگڑتے تہے لیکن نہ جہگڑون مین شر تہا — خلاف آشتی سے خوش آئیندہ تر تہا
یہ تہی موج پہلی اوس آزادگی کی — ہرا جس سے ہونیکو تہا باغ گیتی

نہ کہانون مین تہی وہان تکلف کی کلفت — نہ پوشش سے مقصود تہی زیب و زینت
امیر اور لشکری کی تہی ایک صورت — فقیر اور غنی سب کی تہی ایک حالت
لگایا تہا مالی نے اک باغ ایسا — نہ تہا جسمین چہوٹا بڑا کوئی پودا

خلیفہ تہے امت کے ایسے نگہبان — ہو گلہ کا جیسے نگہبان چوپان
مسلمان و ذمی کے سب حق تہے یکسان — نہ تہا عبد و حر مین تفاوت نمایان
کنیز اور بانو تہین آپسمین ایسی — زمانہ مین مان جائی بہنین ہون جیسی

رہ حق مین تہی دوڑ اور بہاگ انکی — فقط حق پہ تہی جس سے تہی لاگ انکی
بہڑکتی نہ تہی خود بخود آگ انکی — شریعت کے قبضہ مین تہی باگ انکی
جہان کر دیا نرم نرما گئے وہ — جہان کر دیا گرم گرما گئے وہ

کفایت جہان چاہیے وان کفایت — سخاوت جہان چاہیے وان سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت — نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت
جہکا حق سے جو جہک گئے اوس سے وہ بہی — رکا حق سے جو رک گئے اوس سے وہ بہی

ترقی کا جسدم خیال اونکو آیا — اک اندہیر تہا ربع مسکون پہ چہایا
ہر اک قوم پر تہا تنزل کا سایا — بلندی سے تہا جسنے سب کو گرایا
وہ نیشن(۱) جنہین آج گردون کے تارے — ڈہندلکے مین پستی کے پنہان تہے سارے

نہ ہنگامہ تہا گرم عبرانیون(۲) کا — نہ اقبال یاور تہا نصرانیون کا
پراگندہ دفتر تہا یونانیون کا — پریشان تہا شیرازہ ساسانیون کا
جہاز اہل روما کا تہا ڈگمگاتا — چراغ اہل ایران کا تہا ٹمٹماتا

ادہر ہند مین ہر طرف تہا اندہیرا — کہ تہا گیان گن کا لدا یہان سے ڈیرا
اودہر تہا جہالت نے فارس کو گہیرا — کہ دل سب نے کیش و کنش سے تہا پہیرا
نہ بہگوان کا دہیان تہا گیانیون مین — نہ یزدان پرستی ہتی یزدانیون مین

(۱) یعنی یورپ کی قومین ۔ نیشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہین

(۲) عبرانیون سے مراد یہود ہین ۔ ساسان پسر دارا کی اولاد مین جو بادشاہ ہوئے ہین وہ ساسانی کہلاتے ہین ۔ روما اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریائے ٹائبر کے بائین کنارہ بحیرۂ شام سے سولہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ رومیون کی شاہنشاہی کے عہد مین یہی شہر دار السلطنت تہا جہاز کو روما کے ساتہ اور چراغ کو عبدۃ النار یعنی قدیم اہل فارس کے ساتہ جو مناسبت ہے ظاہر ہے

(۱) ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی — گلون پہ چھری چل رہی تھی جفا کی
عقوبت کی حد تھی نہ پرسش خطا کی — پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی
زمین پہ تھا ابر ستم کا ڈڑیڑا — تباہی مین تھا نوع انسان کا بیڑا

وہ قومین جو ہین آج غمخوار انسان — درندون کی اور اونکی طینت تھی یکسان
جہان عدل کے آج جاری ہین فرمان — بہت دور پہنچا تھا وہان ظلم و طغیان
بنے آج جو گلہ بان ہین ہمارے — وہ تھے بھیڑیئے آدمی خوار سارے

ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب — جہان عقل و دانش کا بیوپار ہے اب
جہان علم و حکمت کی بہرمار ہے اب — جہان ہن برستی لگاتار ہے اب
تمدن کا پیدا نہ تہا وہان نشان تک — سمندر کی آئی نہ تہی موج وہان تک

نہ رستہ ترقی کا ابتک کھلا تہا — نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تہا
وہ صحرا نہین قطع کرنا پڑا تہا — جہان نقش پا تہا نہ شور درا تہا
جو ہین کان مین حق کی آواز آئی — لگا کرنے خود انکا دل رہنمائی

(۱) زمانہ وسطی مین جو کہ حضرت عیسیٰ سے لیکر سنہ ۱۵۰۰ عیسوی تک یا چھہ سو برس یعنی الفرڈ اور شارلیمین کے عہد تک تمام یوروپ مین تاریکی اور اندہیر چہایا ہوا تہا۔ ظلم اور بدنظمیان اور جہل و ضلالت اور بے دیانتی تمام قومون پر غالب تہی۔ یہی حال ایشیا اور افریقہ مین تہا اوسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دنیا کے ہر ایک کہونٹ مین روشنی پہیلائی تہی

گہٹا ایک پہاڑونسے بطحا کے اوٹہی
پڑہی چار سو یکبیک دہوم جسکی
کڑک اور دمک دور دور اوسکی پہنچی
جو ٹیگس[1] پہ گرجی تو گنگا پہ برسی
رہے اوس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہوگئی ساری کہیتی خدا کی

کیا امیون[2] نے جہان مین اوجالا
ہوا جس سے اسلام کا بولبالا
بتونکو عرب اور عجم سے نکالا
ہر اک ڈوبتی ناؤ کو جا سنبہالا
زمانہ مین پہیلائی توحید مطلق
لگی آنے گہر گہر سے آواز حق حق

ہوا غلغلہ نیکیون کا بدون مین
پڑہی کہلبلی کفر کی سرحدون مین
ہوئی آتش افسردہ آتشکدون مین
لگی خاک سی اوڑنے معبدون مین
ہوا کعبہ آباد سب گہر اوجڑ کر
جمے ایک جا سارے دنگل بچہڑ کر

لئے علم و فن اونسے نصرانیون نے
کیا کسب اخلاق روحانیون[3] نے
ادب اونسے سیکہا صفاہانیون نے
کہا بڑہ کے لبیک یزدانیون نے
ہر اک دل سے رشتہ جہالت کا توڑا
کوئی گہر نہ دنیا مین تاریک چہوڑا

(۱) اندلس یعنی اسپین مین ٹیگس سے بڑی کوئی ندی نہین ہے اسکا طول تخمیناً ساڑہے پانسو میل ہے ۔ ارگون کی حدود سے نکلی ہے اور اسپین مین سمندر سے جا کر ملی ہے

(۲) اُمّی ان پڑہ کو کہتے ہین ۔ عرب مین چونکہ قدیم سے تعلیم و تعلم کا رواج نہ تہا اسواسطے وہانکے باشندون کو امّی کہا گیا ہے

(۳) روحانیون سے وہ لوگ مراد ہین جو صرف روحانی تعلیم کو ضروری جانتے ہین ۔ یزدانی مجوس ہین

(۱) ارسطو کے مردہ فنون کو جلایا / افلاطون کو پھر زندہ کرکے دکھایا
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا / مزا علم و حکمت کا سب کو چکھایا

کیا ہر طرف پردہ چشم جہان سے / جگایا زمانہ کو خواب گران سے

ہر اک میکدہ سے بھرا جا کے ساغر / ہر اک گھاٹ سے آئے سیراب ہو کر
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر / گرہ میں لیا باندھ حکم پیمبر

کہ (۲) حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو / جہان پاؤ اپنا اوسے مال سمجھو"

ہر اک علم کے فن کے جویا ہوئے وہ / ہر اک کام میں سب سے بالا ہوئے وہ
فلاحت میں بے مثل و یکتا ہوئے وہ / زراعت میں مشہور دنیا ہوئے وہ

ہر اک ملک میں اونکی پھیلی عمارت / ہر اک قوم نے اون سے سیکھی تجارت

کیا جا کے آباد ہر ملک ویران / مہیا کئے سب کے راحت کے سامان
خطرناک تھے جو پہاڑ اور بیابان / انہیں کر دیا رشک صحن گلستان

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے / یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

(۱) ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیموں میں سے ہے۔ سکندر اعظم کا استاد اور افلاطون کا شاگرد ہے۔ حضرت عیسیٰ سے تین سو بائیس برس پہلے ترسیٹھ برس کی عمر میں مرا۔ افلاطون ایتھنز دار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد ہے یہ بھی نہایت مشہور حکیم ہے۔ اکیاسی برس کی عمر میں حضرت عیسیٰ سے تین سو اڑتالیس برس پہلے مرا

(۲) یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ الحکمۃ ضالۃ المؤمن فحیث وجدها فهو احق بها

یہ ہموار سڑکین یہ راہین مصفا[1] | دو طرفہ برابر درختون کا سایا
نشان جابجا میل و فرسنگ کے برپا | سرِ رہ کوئین اور سرائین مہیا
سو انہین کے ہین سب یہ چربے اوتارے | اوسی قافلہ کے نشان ہین یہ سارے

سدا اونکو مرغوب سیر و سفر تہا | ہر اک بحرِ اعظم[2] مین اونکا گذر تہا
کہنگالا ہوا اونکا سب بحر و بر تہا | جو لنکا مین تہے اونکا بربر[3] مین گہر تہا
وہ گنتے تہے یکسان وطن اور سفر کو | گہر اپنا سمجہتے تہے ہر دشت و در کو

جہان کو ہے یاد اونکی رفتار ابتک | کہ نقشِ قدم ہین نمودار ابتک
ہین سیلون[4] مین اونکے آثار ابتک | اونہین رو رہا ہے ملیبار ابتک
ہمالہ کو ہین واقعات اونکے ازبر | نشان اونکے باقی ہین جبرالٹر[5] پر

(۱) شیر شاہ نے پانچ برس کی سلطنت مین ایک سڑک بنوائی جو چار مہینے کے رستہ مین پہیلی ہوئی تہی۔ اس سڑک پر سات سات کوس کے فاصلہ سے ایک ایک پختہ سرا بنوائی۔ لب سڑک جابجا کوئین اور مسجدین بنوائین۔ ہر مسجد مین امام اور موذن مقرر کیا۔ ہر سرا مین مسلمان اور ہندو آدمی نوکر رکہے تاکہ سبکو آرام ملے۔ سڑک کے دونو طرف درخت لگوائے۔ کوس کوس بہر پر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے رستہ کا اندازہ ہو —

(۲) یعنی جتنے بحرِ اعظم اوسوقت تک لوگون کو معلوم تہے ایشیا یورپ افریقہ سب مین عرب کا گذر تہا۔

(۳) افریقہ مین جو ایک صحرا تین ہزار میل لمبا ہے اوسکی شمالی ملک کو بربر کہتے ہین۔

(۴) سیلون لنکا کو کہتے ہین۔ ہندوستان کے مغربی ساحل پر جو ملک ہے اوسے ملیبار کہتے ہین۔ سیلون اور ملیبار مین ابتک عرب کی نسل موجود ہے۔

(۵) جبرالٹر کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح کہتے ہین۔ ابو عبدالرحمن موسے بن نصیر نے جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بہیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہنچا تہا گویا یہ پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تہا اسی لئے اسکے یہ دونو نام رکہے گئے۔

آثار صنعا و دیار اسلام

نہین اس طبق[1] پر کوئی بر اعظم | نہون جسمین اونکی عمارات محکم
عرب، ہند، مصر، اندلس، شام، دیلم | بناؤن سے ہے اونکی معمور عالم

تہین کوہِ آدم سے تا کوہِ بیضا | ملیگا جہان جاؤگے کھوج اونکا

وہ سنگین محل اور وہ اونکی صفائی | جمی جنکے کھنڈرون پہ ہے آج کائی
وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طلائی | وہ معبد جہان جلوہ گر تھی خدائی

زمانے نے گو اونکی برکت اوٹھالی | نہین کوئی ویرانہ پر اونسے خالی

عمارات اندلس

ہوا اندلس[2] اونسے گلزار یکسر | جہان اونکے آثار باقی ہین اکثر
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جاکر | یہ ہے بیت حمرا کے گویا زبان پر

کہ تھے آل عدنان سے میری بانی | من ہون اس زمین پر عرب کی نشانی

(۱) اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرۂ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہین۔ دیلم گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرۂ کیسپین کے جنوب مین واقع ہے۔ پہلے یہ دونو ملک ایران کی حدود مین شامل تھے اب روس کے ماتحت ہین۔ لنکا مین جو سلسلہ پہاڑون کا ہے اوسمین سب سے اونچی چوٹی قلۂ آدم یا کوہ آدم ہے کوہ بیضا اندلس مین ہے جسکو اہل یوروپ سئیرا البیڈا کہتے ہین۔ چونکہ اسکی چوٹی برف سے سفید رہتی ہے اسلیئے عرب اسکو قلۂ بیضا کہتے تھے۔ اور اسکا قدیم نام سمرا ہے۔

(۲) اندلس یعنی اسپین مین سات سو برس تک عیسائی قوم مسلمانون کی محکوم رہی۔ یہ عمارت شہر گرینیڈا مین جسکو عرب غرناطہ کہتے تھے اہل اسلام کی بڑی یادگار ہے۔ خلفائے بنی امیہ مین سے دوسرے خلیفہ کے عہد مین تیار ہوئی تھی اور اٹھارہوین خلیفہ کے عہد مین اہل اسپین نے مسلمانون سے چھین لی۔ بنی امیہ اور بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہین اسی لیئے خلفائے اندلس کو جو کہ بنی امیہ تھے آل عدنان کہا گیا ہے۔

ہویدا ہے غرناطہ(۱) سے شوکت اونکی — عیاں ہے بلنسیہ سے قدرت اونکی

بطلیوس کو یاد ہے عظمت اونکی — ٹپکتی ہے قادس مین سے حسرت اونکی

نصیب اونکا اشبیلیہ مین ہے سوتا — شب و روز ہے قرطبہ اون کو روتا

کوئی قرطبہ کے کہنڈر جاکے دیکھے — مساجد کے محراب و در جاکے دیکھے

حجازی امیرون کے گہر جاکے دیکھے — وہ اوجڑا ہوا کرّ و فر جاکے دیکھے

جلال اونکا کہنڈرونمین ہے یون چمکتا — کہ ہو خاک مین جیسے کندن دمکتا

(۱) غرناطہ (گرینیڈا) اندلس مین نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے اندلس کا ایک صوبہ جسمین غرناطہ ہے اسی نام سے مشہور ہے ۔ ابو علی عمر بن محمد شلوبینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے ۔ بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصہ مین ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغون اور نہرون سے مالامال ہے ۔ بطلیوس (بدجوز) قرطبہ کے شمال مغرب مین چھہ دن کے فاصلہ پر بہت بڑا شہر ہے اسمین متوکل ابن عمر افطس نے نہایت عالیشان عمارتین بنوائی تہین ۔ ابن قلاس نے اسکی یاد مین بہت حسرتناک شعر لکہے ہین ۔ قادس جسکو انگریزی مین کیڈس بولتے ہین اندلس مین ایک چہوٹا سا جزیرہ بارہ میل لمبا خلیج زقاق (بے اف کیڈس) کے متصل واقع ہے اشبیلیہ (سویل) اندلس کے دار الخلافون مین سے ہے اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلہ پر واقع ہے قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی فصیل پتہر کی ہے ۔ اسمین سولہ سو مسجدین اور نو سو حمام اور پچاس شفا خانے اور اسقدر عام مدرسے خلفاے اُمویّہ کے عہد مین تہے ۔ ناصر اموی نے اسکے غرب مین ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تہا جسکا نام زہرا رکہا تہا اور جسکا ذکر سید یحییٰ قرطبی نے اپنے مرثیہ مین کیا ہے ۔

خلافت بغداد

وہ مشہور پایتخت عباسیون کا (۱) — لب دجلہ اوڑتا تھا جسکا پھریرا

تر و خشک پر جسکا پڑتا تھا سایہ — عراق عرب جسپہ تھا فخر کرتا

ہوئی سرنگون جسکی مدت سے جھنڈی — ہے جو آج کل ایک تجارت کی منڈی

سُنے گوش عبرت سے گر جا کے انسان — تو وہان ذرّہ ذرّہ یہ کرتا ہے اعلان

کہ تھا جن دنون مہر اسلام تابان — ہوا یہان کی تھی زندگی بخش دوران

پڑی خاک ایتھنز (۲) مین جان یہین سے — ہوا زندہ پھر نام یونان یہین سے

(۱) اس سے مراد بغداد ہے جو ۱۳۲ہجری سے ۶۵۶ تک عباسیون کا دار الخلافہ رہا۔ یہ شہر عراق عرب مین دجلہ کے دونو کنارون پر آباد ہے۔ غربی کنارہ کی آبادی کو کرخ کہتے ہین اور شرقی کو عسکر مہدی اور رُصافہ۔ عراق عرب وہ ملک ہے جسکے غرب مین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) اور شرق مین بلاد کوہستان یعنی عراق عجم ہے اسکے مشہور شہر قادسیہ۔ کوفہ۔ بغداد۔ مدائن۔ بابل۔ نہروان۔ واسط۔ بصرہ۔ وغیرہ ہین۔

(۲) یہ شہر قدیم سے یونان کا دار الحکومت ہے۔ یونان کے بڑے بڑے حکیم اور مقنن اسی شہر کے تھے۔ اسیواسطے عرب اسکو مدینۃ الحکما کہتے تھے۔ خلفاے عباسیہ نے صرف یونان ہی کا نام زندہ نہین کیا بلکہ انکے عہد مین رومی فارسی سنسکرت سریانی وغیرہ کے بیشمار ترجمے عربی زبان مین ہوئے۔ ابوجعفر منصور نے ایلچی بھیجکر قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلین اور ترجمے منگائے۔ تحریر اقلیدس۔ مجسطے اور کلیلہ دمنہ کا ترجمہ کرایا۔ رشید نے اکثر علوم مین بڑی بڑی کتابین لکھوائین۔ مامون نے جزیرہ قبرس سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابین بہم پہنچائین اور یوروپ مین جہان کہین ان کتابون کا پتا لگا وہان سے طلب کین۔

وہ لقمان[1] و سقراط کے دلکشون
وہ اسرار بقراط و درس فلاطون
ارسطو کی تعلیم سولن کے قانون
پڑے تہے کسی قبر کہنہ مین مدفون

یہین آکے مہر سکوت اونکی ٹوٹی
اسی باغ رعنا سے بو اونکی پہوٹی

یہ تہا علم پر وہان توجہ کا عالم
کہ ہو جیسے مجروح جویاے مرہم
کسی طرح پیاس اونکی ہوتی نہ تہی کم
بجہاتا تہا آگ اونکی باران شبنم

حریم خلافت مین اونٹون پہ لدکر
چلے آتے تہے مصر و یونان کے دفتر

وہ تارے جو تہے شرق مین لمعہ افگن
یہ تہا اونکی کرنون سے تا غرب روشن
نوشتون سے ہین جنکے اب تک مزین
کتب خانہ پیرس و روم و لندن

پڑا غلغلہ جنکا تہا کشورون مین
وہ سوتے ہین بغداد کے مقبرون مین

(١) لقمان ایک نامی فصیح و بلیغ ہے جو حضرت عیسے سے تقریباً چہہ سو برس پہلے یونان مین ہوا ہے ۔ اسکی کہانیان جنکو عرب امثال لقمان کہتے ہین بیسیون زبانون مین ترجمہ ہو گئے ہین ۔ یوروپ کے مورخ کہتے ہین یہی کہانیان ہین جنہون نے وحشیون کو شایستہ اور ظالمون کو رحم دل اور سرکشون کو فرمان بردار بنایا ہے ۔ آخر مقام ڈلفی مین اسپر لامذہبی کا الزام لگایا گیا اور پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مارا گیا ۔ سقراط ایتہنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیر خواہ ہے اسکے وعظ اور نصیحت کی تمام یونان مین دہوم تہی ۔ لوگون نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کئے ہین حضرت عیسے سے چار سو برس پہلے اسکو زہر دیا گیا اور اوسی مین وفات پائی ۔ سولن بہی ایتہنز کا رہنے والا تہا ۔ یہ اور لائی کرگس یونان کے مشہور مقنن ہین ۔

وہ سنجار[1] کا اور کوفہ کا میدان
کرہ کی مساحت کے پھیلے سامان

فراہم ہوئے جسمین مساح دوران
ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایان

زمانہ وہان آجتک نوحہ گر ہے
کہ عباسیون کی سبھا دہ کدھر ہے

سمرقند سے اندلس تک سراسر[2]
سوادِ مراغہ مین اور قاسیون پر

اونہین کی رصدگاہین تہین جلوہ گستر
زمین سے صدا آرہی ہے برابر

کہ جنکی رصد کے یہ باقی نشان ہین
وہ اسلامیون کے منجم کہان ہین

(۱) زمین جزیرہ (مابین دجلہ و فرات) مین جو سرزمین دیار ربیعہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اوسکا ایک قدیم مشہور شہر ہے۔ یہان ایک بہت بڑا کف دست میدان ہے جسکو عرب برّیّہ کہتے ہین۔ ایکبار اس میدان مین اور دوسری بار کوفہ کے میدان مین مامون بن رشید کے حکم سے مہندس لوگ جمع ہوئے اور کرۂ ارض کے ایک درجۂ دائرۂ عظیمہ کی پیمایش کی اور محیط کرہ کو چوبیس[۲۴] ہزار میل مشخص کیا۔ موسی بن ساکر کے چارون بیٹے جنکی کتاب حیل بنی موسے مشہور ہے یعنی ابوجعفر۔ محمد۔ احمد۔ حسین۔ اس کام پر بہیجے گئے تہے۔

(۲) سمرقند اور اندلس کی رصدگاہونکے کہنڈر ابتک موجود ہین۔ مراغہ آذربیجان مین مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر ہے۔ اس شہر کے باہر ایک بلندی پر ہلاکو خان نے اپنے عہد مین خواجہ نصیر الدین طوسی وغیرہ سے ایک رصدگاہ بنوائی تہی۔ قاسیون ایک دمشق کے شمال مین ایک پہاڑ ہے۔ مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو یہین قتل کیا تہا۔ مامون رشید نے ۲۱۵ہجری مین قاسیون اور بغداد مین خالد بن عبدالملک وغیرہ سے رصدگاہین بنوانی شروع کی تہین۔ ۲۱۸ھ مین جب وہ مرگیا تو وہ رصدین ناتمام چہوڑ دی گئین پہر شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے بغداد مین دیجن بن دستم کوہی وغیرہ سے رصد بنوائی

مورخ ہین جو آج تحقیق والے(۱) ۔ تفحص کے ہین جنکے آئین نرالے
جنہون نے ہین عالم کے دفتر کھنگالے ۔ زمین کے طبق سر بسر چھان ڈالے
عرب ہی نے دل اونکے جا کر ابہارے ۔ عرب ہی سے وہ بہرنے سیکھے ترارے

اندہیرا تواریخ پر چہا رہا تہا ۔ ستارہ روایت کا گہنا رہا تہا
درایت کے سورج پہ ابر آ رہا تہا ۔ شہادت کا میدان دہندلا رہا تہا
سرہ چراغ ایک عرب نے جلا یا ۔ ہر ایک قافلہ کا نشان جس سے پایا

گروہ(۲) ایک جویا تہا علم نبی کا ۔ لگا یا پتا جس نے ہر مفتری کا
نچہوڑا کوئی رخنہ کذب خفی کا ۔ کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کئے جرح و تعدیل کے وضع قانون ۔ نہ چلنے دیا کوئی باطل کا افسون

(۱) یعنی اہل یوروپ جو آج علم تاریخ مین تمام عالم پر فایق ہین اور جنہون نے علم لسان اور علم جیولوجی اور مختلف قومون کی قدیم مذہبی کتابون سے زمانہ قدیم کے حالات استخراج کئے ہین اس فن مین اونکے اقرار کے موافق اونکے استاد عرب ہی تہے ۔ افسوس ہے کہ عرب کی تاریخی کتابین مسلمانون مین نہین پائی جاتین بلکہ انگلستان ۔ جرمنی ۔ فرانس اور روم کے کتب خانون مین دفتر دفتر موجود ہین ۔ ابو راشد ۔ حاجی خلیفہ ابن بطوطہ ۔ ابن العاشر محمد یطی ۔ مسعودی ۔ طبری ۔ حمزہ ۔ اصفہانی وغیرہ وغیرہ انمین سے ایک کی کتاب بہی ہمنے کبہی نہین دیکہی مگر یہ سب بے بہا نسخے یوروپ کے کتب خانون مین جابجا موجود ہین ۔

(۲) اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہین ۔ جرح محدثین کی اصطلاح مین کسی راوی کو بے پروا یا بد حافظہ یا جہوٹا یا جعل ساز وغیرہ ثابت کرنا ہے اور تعدیل کسی راوی کو مقبول یا قوی الحفظ یا سچا یا معتمد علیہ وغیرہ ٹہیرانا ۔

اسی دُھن مین آسان کیا ہر سفر کو — اسی شوق مین طی کیا بحر و بر کو
سُنا خازن علم دین جس بشر کو — لیا اوس سے جا کر خبر(۱) اور اثر کو
پھر آپ اوسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھکر — دیا اَور کو خود مزا اوسکا چکھکر

کیا فاش راوی مین جو عیب پایا — مناقب(۲) کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ مین جو قبح نکلا جتایا — ائمہ مین جو داغ دیکھا بتایا
طلسم ورع ہر مقدس کا توڑا — نہ مُلّا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا

رجال(۳) اور اسانید کے جو ہین دفتر — گواہ اونکی آزادگی کے ہین یکسر
نہ تھا اونکا احسان یہ اک اہل دین پر — وہ ہین اسمین ہر قوم و ملت کے رہبر
لبرٹی مین جو آج فائق ہین سب سے — بتائین کہ لبرل بنے ہین وہ کب سے

---

(۱) خبر اور اثر حدیث کی قسمین ہین۔

(۲) مناقب خوبیان ۔ مثالب عیوب ۔ محدثین نے راویون کے حالات بیان کرنے مین انصاف اور آزادی کا پورا پورا حق ادا کیا ہے ۔ اگر پرہیزگارون مین کوئی واقعی عیب دیکھا اوسے ظاہر کر دیا اور اگر فاسقون مین کوئی خوبی پائی اوسے بھی اخفا نہین کیا ۔ یہ طریقہ بھی اہل یورپ نے عرب ہی سے سیکھا ۔

(۳) رجال سے مراد علم رجال ہے جسمین عالمون اور حدیث کے راویون کا حال نہایت صحت سے لکھا گیا ہے اور اسانید سے مراد علم حدیث ہے جسمین متن حدیث کے ساتھ ایک ایک راوی کا نام ذکر کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہے کہ ,, علم رجال پر مسلمان جتنا فخر کرین بجا ہے نہ ایسے کوئی قوم گذری اور نہ اب ہے جسنے مسلمانون کی طرح بارہ سو برس تک علما کے حالات زندگی لکھے ہون ۔ ہمکو پانچ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ انکی کتابون سے مل سکتا ہے ،، لبرٹی انگریزی مین آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہین ۔

فصاحت عرب

فصاحت کے دفتر تھے سب گاؤ خوردہ
بلاغت کے رستے تھے سب نا سپردہ
اودہر روم کی شمع انشا تھی مردہ
ادہر آتش پارسی تھی فسردہ

ہوا ایک جو برق آکے چمکی عرب کی (۱)
کھلی کی کھلی رہگئی آنکھ سب کی

عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی
سنی برمحل اونکی شیوا بیانی
وہ اشعار کی دلمین ریشہ دوانی
وہ خطبون کی مانند دریا روانی

وہ جادو کے جملے وہ فقرے فسون کے
تو سمجھے کہ گویا ہم اب تک تھے گونگے

سلیقہ کسیکو نہ تھا مدح و ذم کا
نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا
نہ انداز تلقین و وعظ و حکم کا
خزانہ تھا مدفون زبان اور قلم کا

نواسنجیان اونسے سیکھین یہ سبنے
زبان کھولدی سبکی نطق عرب نے

(۱) فصاحت بلاغت عرب کا ذاتی جوہر تہا۔ معرکہ جنگ مین اونکی تقریرون سے مبارزون کے دل بڑہتے تہے اور مخالفون کے جی چہوٹ جاتے تہے۔ اوہنین کی زبانین تہین جو لڑائیون مین تیر و سنان کا کام دیتی تہین۔ جان ڈیون پورٹ نے لکہا ہے کہ "عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب مین از سر نو جان ڈالی تہی" اورینٹل ٹرینسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز مین اسبات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ "فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات مین کوئی عرب سے بڑہکر نہین ہوا" اہل یورپ کے ہان جو اب اسپیچ کا دستور ہے جو کہ عام جلسون اور قومی مجمعون مین اور لڑائی وغیرہ کے موقعون پر کیجاتی ہے غالباً اندلس کے مسلمانون سے اونکے ہان پہنچی ہے۔

زمانہ مین پہلی طب اونکی بدولت | ہوئی بہرہ ور جس سے ہر قوم و ملت
نہ صرف ایک مشرق مین تہی اونکی شہرت | مسلم تہی مغرب تک اونکی حذاقت

سلرنو (۱) مین جو ایک نامی مطب تہا | وہ مغرب مین عطا مشائخ عرب تہا

ابوبکر رازی ۔ علی ابن عیسے (۲) | حکیم گرامی حسین ابن سینا
حنین ابن اسحق قیس دانا | ضیا ابن بیطار راس الاطبا

انہین سے ہین مشرق مین سب نام لیوا | انہین سے ہوا پار مغرب کا کہیوا

(۱) سلرنو ۔ نیپلس صوبہ اٹلی کا مشہور شہر ہے ۔ وہان مسلمانون کا ایک نامی گرامی مدرسہ تہا جسمین طب کی علمی و عملی تعلیم ہوتی تہی اور تمام یوروپ سے لوگ طب سیکہنے کو یہان آتے تہے (رسالہ کوس موس مصنفہ ہمبولٹ جلد ۲)

(۲) اسکی تصنیفات ۱۱۲ ضبط کی گئی ہین جنمین سے اکثر طب مین ہین ۔ اول رَی مین اور پہر بغداد مین مدتون علاج کیا اور آخر عمر مین اندہا ہو گیا ۔ ۳۲۰ھ ہجری مین وفات پائی ۔ علی ابن عیسے کو چیمبرس کی سائیکلوپیڈیا مین نہایت نامی اطبائے اسلام مین سے شمار کیا ہے ۔ ابو علی الحسین کا قانون صدہا برس تک یوروپ کے مدرسون مین پڑہایا گیا ہے ۔ اسکی تصنیفات مختلف علوم مین چالیس کے قریب شمار کی گئی ہین جنمین سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ شفا کی ۱۸ قانون کی ۱۴ کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان العرب کی ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہین ۔ ۴۲۸ھ ہجری مین اٹھاون برس کی عمر مین مرا اور ہمدان مین مدفون ہوا ۔ حنین عبادان کا رہنے والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے ۔ چونکہ اسنے خلفاے عباسیہ کے ہان نشو و نما پائی تہی اور متوکل کے عہد مین شعبۂ ترجمہ کا افسر بہی تہا اور اوسکا وطن بہی عراق عرب تہا اسلیئے حکماے اسلام مین شمار کیا گیا ہے ۔ ضیاء الدین ابن بیطار اندلسی علم نباتات مین بے مثل و یکتا تہا ۔ نباتات کی تحقیقات مین دور دور کے سفر کیے ادویہ مفردہ کے بیان مین اکثر کتابون کا ماخذ اسکی تصنیفات ہین ۔ مصر کے تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے ہین ۔ ۶۴۶ھ

عرب کا علم

غرض فن ہین جو مایۂ دین و دولت — طبیعی الٰہی ریاضی و حکمت
طب اور کیمیا ہندسہ اور ہیأت — سیاست تجارت عمارت فلاحت
لگاؤ گے کہوج انکا جاکر جہان تم — نشان انکے قدمون کے پاؤ گے وان تم

عرب کا فیضان

ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا — مگر اک جہان ہے غزل خوان عرب کا (۱)
ہرا کر گیا سب کو باران عرب کا — سپید و سیہ پر ہے احسان عرب کا
وہ قومین جو ہین آج سرتاج سبکی — کنوڈی رہینگی ہمیشہ عرب کی

رہے جبتک ارکان اسلام برپا — چلن اہل دین کا رہا سیدہا سادہ
رہا میل سے شہد صافی مصفا — رہی کہوٹ سے سیم خالص مبرا
نہ تہا کوئی اسلام کا مرد میدان — علم ایک تہا شش جہت مین درفشان

تنزل اہل اسلام

پہ گدلا ہوا جبکہ چشمہ صفا کا — گیا چہوٹ سر رشتہ دین ہدیٰ کا
رہا سر پہ باقی نہ سایہ ہما کا — تو پورا ہوا عہد تہا جو خدا کا
کہ "ہمنے بگاڑا نہین کوئی ابتک (۲) — وہ بگڑا نہین آپ دنیا مین جبتک"

(۱) یوروپ کے نامی مورخ مثل اڈورڈ گبن . ہنری لوئیس . ڈاکٹر ہیلی . سڈلیو فرانسیسی . سکندر ہمبلٹ وغیرہ وغیرہ سبات کے معترف ہین کہ ہمارے فضل وکمال کا سرچشمہ عرب تہا .

(۲) جیسا سورۂ رعد مین وارد ہے کہ " ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسہم " یعنی خدا تعالے کسی قوم کی حالت کو نہین بدلتا جبتک وہ آپ اپنی حالت نہین بدلتے

برے اونپہ وقت آکے پڑنے لگے اب ۔ وہ دنیا مین بسکر اوجڑنے لگے اب
بھرے اونکے میلے بچھڑنے لگے اب ۔ بنے تھے وہ جیسے بگڑنے لگے اب
ہری کھیتیان جل گئین لہلہا کر ۔ گھٹا کھل گئی سارے عالم پہ چھا کر

نہ ثروت رہی اونکی قائم نہ عزت ۔ گئے چھوڑ ساتھ اونکا اقبال و دولت
ہوئے علم و فن اونسے ایک ایک رخصت ۔ مٹین خوبیان ساری نوبت بنوبت
رہا دین باقی نہ اسلام باقی ۔ اک اسلام کا رہگیا نام باقی

تمثیل اقوام عالم

ملے کوئی ٹیلا اگر ایسا اونچا ۔ کہ آتی ہو وہانسے نظر ساری دنیا
چڑھے اوسپہ پھر ایک خردمند دانا ۔ کہ قدرت کے دنگل کا دیکھے تماشا
تو قومون مین فرق اسقدر پائیگا وہ ۔ کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ

وہ دیکھیگا ہر سو ہزارون چمن وان ۔ بہت تازہ تر صورت باغ رضوان
بہت اونسے کمتر پہ سرسبز و خندان ۔ بہت خشک اور بے طراوت مگر وان
نہین لائے گو برگ و بار اونکے پودے ۔ نظر آتے ہین ہونہار اونکے پودے

تمثیل حالت اسلام

پھر ایک باغ دیکھیگا اوجڑا سراسر ۔ جہان خاک اوڑتی ہے ہر سو برابر
نہین تازگی کا کہین نام جسپر ۔ ہری ٹہنیان جھڑ گئین جسکی جلکر
نہین پھول پھل جسمین آنیکے قابل ۔ ہوئے روکھ جسکے جلانیکے قابل

جہان نہر کا کام کرتا ہے باران | جہان آکے دیتا ہے رُت ابر نیسان
تردد سے جو اور ہوتا ہے ویران | نہیں پاس جسکو خزان اور بہاران

یہ آواز پیہم وہان آ رہی ہے | کہ اسلام کا باغ ویران ہی ہے

وہ دین حجازی کا بیباک بیڑا | نشان جسکا اقصائے عالم میں پہنچا
مزاحم ہوا کوئی خطرہ جسکا | نہ عمان میں ٹھٹکا نہ قلزم میں جھجکا

کئے پے سپر جسنے ساتون سمندر | وہ ڈوبا دہانہ میں گنگا کے آکر

اگر کان دہر کر سنین اہل عبرت | تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت
زمین روکھ بن پھول پھل ریت پربت | یہ فریاد سب کر رہے ہیں بہ حسرت

کہ کل فخر تھا جنسے ہندوستان کو | ہوئے آج سب ننگ ہندوستان وہ

حکومت نے تسے کیا گر کنارا | تو اسمین نہ تھا کچھ ہمارا اجارہ
زمانہ کی گردش سے ہے کسکو چارہ | کبھی یان ہے بہمن کبھی یہان ہے دارا

نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی | جو ہے آج اپنی تو کل ہے پرائی

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی | کہ تعلیم جاری ہو خیر الوریٰ کی
پڑی دھوم عالم میں دین ہدیٰ کی | تو عالم کی تمکو حکومت عطا کی

کہ پھیلاؤ دنیا میں حکم شریعت | کرو ختم بندون پہ مالک کی حجت

(۱) خلیج عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے۔ بحر قلزم یعنی بحر احمر کو قلزم کہتے ہیں

ادا کر چکی جب حق اپنا حکومت
رہی اب نہ اسلام کو اوسکی حاجت
مگر حیف اے فخرِ آدم کی امت
ہوئی آدمیت بھی ساتھ اوسکے رخصت
حکومت تھی گویا کہ اک جھول تمپر
کہ اوٹھتے ہی اوسکے نکل آئے جوہر

محکوم قومین

زمانہ مین ہین ایسی(۱) قومین بہی بستی
نہین جنمین تخصیص فرمانہی کی
پر آفت کہین ایسی آئی نہوگی
کہ گھر گھر یہ یہان چھا گئی اک پستی
خروس اور شہباز سب اوج پر ہین
مگر ایک ہم ہین کہ بے بال و پر ہین

مسلمانانِ ہندوستان

وہ ملت کہ گردون پہ جسکا قدم تھا
ہر اک کھونٹ مین جسکا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق مین محتشم تھا
وہ امت لقب جسکا خیر الامم تھا
نشان اوسکا باقی ہے صرف اسقدر یان
کہ گنتے ہین اپنے کو ہم بھی مسلمان

وگرنہ ہماری رگون مین لہو مین
ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین
طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین
نہین کوئی ذرّہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے
کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نامِ آبا کو ہمسے گہن ہے
ہمارا قدم ننگِ اہلِ وطن ہے
بزرگون کی توقیر کھوئی ہے ہمنے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے

(۱) جیسے پارسی۔ یہودی۔ ہندو وغیرہ۔ خروس سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومین مراد ہین

نہ قومون مین عزت نہ جلسون مین وقعت
نہ اپنون سے الفت نہ غیرون سے ملت
مزاجون مین سستی دماغون مین نخوت
خیالون مین پستی کمالون سے نفرت
عداوت نہان دوستی آشکارا
غرض کی تواضع غرض کی مدارا

نہ اہلِ حکومت کے ہمراز ہین ہم
نہ درباریون مین سرافراز ہین ہم
نہ علمون مین شایانِ اعزاز ہین ہم
نہ صنعت مین حرفت مین ممتاز ہین ہم
نہ رکھتے ہین کچھ منزلت نوکری مین
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری مین

تنزل نے کی ہے بری گت ہماری
بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری
گئی گذری دنیا سے عزت ہماری
نہین کچھ ابھرنے کی صورت ہماری
پڑے ہین اک امید کے ہم سہارے
توقع پہ جنت کی جیتے ہین سارے

سیاحت کی گون ہین نہ مردِ سفر ہین
خدا کی خدائی سے ہم بیخبر ہین
یہ دیوارین گھر کی جو پیشِ نظر ہین
یہی اپنے نزدیک حدِ بشر ہین
ہین تالاب مین مچھلیان کچھ فراہم
وہی اونکی دنیا وہی اونکا عالم

بہشت اور ارم سلسبیل اور کوثر
پہاڑ اور جنگل جزیرے سمندر
اسیطرح کے اور بہی نام اکثر
کتابون مین پڑہتے رہے ہین [illegible]
یہ جب تک نہ دیکھین کہین کس یقین تک
کہ یہ آسمان پہ ہین یا ہین زمین تک

تضیع اوقات

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت — وہ شائستہ قوموں کا گنج سعادت
وہ آسودہ قوموں کا راس البضاعت — وہ دولت کہ ہے وقت جس سے عبارت
نہیں اسکی وقعت نظر میں ہماری — یونہیں مفت جاتی ہے برباد ساری

اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا — تو ہوگا کم و بیش بار اوسکا دینا
مگر ہاں وہ سرمایہ دین و دنیا — کہ اک ایک لمحہ ہے انمول جسکا
نہیں کرتے خست اوڑانے میں اوسکے — بہت ہم سخی ہیں لٹانے میں اوسکے

اگر سانس دن رات کے سب گنیں ہم — تو نکلیں گے انفاس ایسے بہت کم
کہ ہو جنمیں کل کے لیے کچھ فراہم — یونہیں گذرے جاتے ہیں دن رات پیہم
نہیں کوئی گویا خبردار ہم میں — کہ یہ سانس آخر ہیں اب کوئی دم میں

[illegible]

گڈریے کا وہ حکم بردار کتا — کہ بھیڑوں کی ہر دم ہے رکھوالی کرتا
جو ریوڑ میں ہوتا ہے پتے کا کھڑکا — تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بپھرا
گر انصاف کیجے تو ہے ہم سے بہتر — کہ غافل نہیں فرض سے اپنے دم بھر

اہل یورپ کا ضبط اوقات

وہ قومیں جو سب راہیں طے کر چکی ہیں — ذخیرے ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں
ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں — ہوئیں تب ہیں زندہ کہ جب مر چکی ہیں
اوسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا — بہت دور ابھی اونکو جانا ہے گویا

کسی وقت جی بھر کے سوتے نہیں وہ — کبھی سیر محنت سے ہوتے نہیں وہ
بضاعت کو اپنی ڈبوتے نہیں وہ — کوئی لمحہ بیکار کھوتے نہیں وہ
نہ چلنے سے تھکتے نہ اوکتاتے ہیں وہ — بہت بڑھ گئے اور بڑھے جاتے ہیں وہ

مگر ہم کہ اب تک جہاں تھے وہیں ہیں — جمادات کی طرح بار زمیں ہیں
ہیں دنیا میں ایسے کہ گویا نہیں ہیں — زمانہ سے کچھ ایسے فارغ نشیں ہیں
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا — وہ سب کر چکے ایک باقی ہے مرنا

یہاں اور ہیں جتنی قومیں گرامی — خود اقبال ہے آج اونکا سلامی
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی — زمانہ کے ساتھی ترقی کے حامی
نہ فارغ ہیں تعلیم اولاد سے وہ — نہ غافل ہیں ہستی بنیاد سے وہ

دکان اونکی ہے اور بازار اونکا — نہج اونکا ہے اور ہموار اونکا
زمانہ میں پھیلا ہے بیوپار اونکا — ہے پیر و جوان برسر کار اونکا
مدار اہلکاری کا ہے اب اونہیں پر — اونہیں کے ہیں آفس اونہیں کے ہیں دفتر

معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ — گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ
نہ رسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ — نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ
نہ پیشہ سے حرفہ سے انکار اونکو — نہ محنت مشقت سے کچھ عار اونکو

طبیعت مین ایک اک کی ہے خاکساری
تواضع ہے سبکی رگ و پے مین ساری
برا سنکے کرتے ہین وہ بردباری
دماغ اونکے ہین کبر و نخوت سے عاری
نہ باتون مین اونکی حقارت کسیکی
نہ جلسونمین اونکے مذمت کسیکی

جو گرتے ہین گر کر سنبھل جاتے ہین وہ
پڑے زد تو بچکر نکل جاتے ہین وہ
ہر ایک سانچہ مین جا کے ڈھل جاتے ہین وہ
جہان رنگ بدلا بدل جاتے ہین وہ
ہر اک وقت کا مقتضے جانتے ہین
زمانہ کے تیور وہ پہچانتے ہین

مگر ہے ہماری نظر اتنی اوچھی
کہ یکسان ہے وہان سب بلندی و پستی
نہین اب تک اصلا خبر ہمکو یہ بھی
کہ ہے کون مردار کتنا ترقی
جدہر کہولکر آنکھہ ہم دیکھتے ہین
زمانہ کو اپنے سے کم دیکھتے ہین

زمانہ کی پیروی

زمانہ کا دن رات ہے یہ اشارا
کہ ہے آشتی مین مرے یہان گزارا
نہین پیروی جنکو میری گوارا
مجھے اونسے کرنا پڑے گا کنارا
سدا ایک ہی رخ نہین ناو چلتی
چلو تم ادہر کو ہوا ہو جدہر کی

چمن مین ہوا آچکی ہے خزان کی
پھری ہے نظر دیر سے باغبان کی
صدا اور ہے بلبل نغمہ خوان کی
کوئی دم مین رحلت ہے اب گلستان کی
تباہی کے خواب آرہے ہین نظر سب
مصیبت کی ہے آنیوالی سحر اب

افلاس

فلاکت جسے کہیے ام الجرائم — نہین رہتے ایمان پہ دل جس سے قائم
بناتی ہے انسان کو جو بہائم — مصلی ہین الجھے جس سے نہ صائم
وہ یون اہل اسلام پر چھا رہی ہے — کہ مسلم کی گویا نشانی یہی ہے

کہین مکر کے گر سکھاتی ہے ہمکو — کہین جھوٹ کی لو لگاتی ہے ہمکو
خیانت کی چالین سجھاتی ہے ہمکو — خوشامد کی گھاتین بتاتی ہے ہمکو
فسون جب یہ پاتی نہین کارگر وہ — تو کرتی ہے آخر کو دریوزہ گر وہ

یہان جتنے تو ہین ہمارے سوا ہین — ہزاروں نہین خوش ہین تو دو بینوا ہین
یہان لاکھ مین دو اگر اغنیا ہین — تو سو نیم بسمل ہین باقی گدا ہین
ذرا کام غیرت کو فرمائین گر ہم — تو سمجھین کہ ہین مبتذل کسقدر ہم

دریوزہ گری

بگاڑے ہین گردش نے جو خاندانی — نہین جانتے بلکہ روٹی کمانی
دلون مین ہے یہ یکقلم سب نے ٹھانی — کہ کیجے بسر مانگ کر زندگانی
جہان قدردانون کا ہین کھوج پاتے — پہنچتے ہین وان مانگتے اور کھاتے

کہین باپ دادا کا ہین نام لیتے — کہین روشناسی سے ہین کام لیتے
کہین جھوٹے وعدون پہ ہین وام لیتے — یونہین سبکو دم دیکے ہین دام لیتے
بزرگون کے نازان ہین جس نام پر وہ — اوسے بیچتے پھرتے ہین دربدر وہ

یہ ہین ڈھنگ اُن تازہ آفت زدونکے
بہت کم زمانہ ہوا جنکو بگڑے
یہی ایک عالم ہے آگاہ جنسے
کہین کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے
جنہین دیس مین سب جانتے ہین
حسب اور نسب جنکا پہچانتے ہین

مگر مٹ چکا جنکا نام و نشان ہے
پرانی ہوئی جنکی اب داستان ہے
فسانون مین قصہ نہین جنکا بیان ہے
بہت نسل پر شک اونکی جہان ہے
نہین اونکی قدر اور پرسش کہین اب
اونہین بھیک تک کوئی دیتا نہین اب

بہت آگ چلمون کی سلگانیوالے
بہت گھاس کی گٹھڑیان لانیوالے
بہت دربدر مانگ کر کھانیوالے
بہت فاقے کر کرکے مرجانیوالے
جو پوچھو کہ کس کان کے ہین وہ جوہر
تو نکلینگے نسل ملوک اونمین اکثر

انہین مین بزرگ ایکدن حکمران تھے
انہین مین پرستار پیر و جوان تھے
یہی مامن عاجز و ناتوان تھے
یہی مرجع دیلم و اصفہان تھے
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی
انہین کے گھرونمین تھی صاحبقرانی

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے
کہ شاہون کی اولاد دردرگدا ہے
جسے سنئے افلاس مین مبتلا ہے
جسے دیکھئے مفلس و بینوا ہے
نہین کوئی اونمین کمانیکے قابل
اگر ہین تو ہین مانگ کھانیکے قابل

نہین مانگنے کا طریق ایک ہی یہان
گدائی کی ہین صورتین نت نئی یہان
نہین حصر لنگڑون پہ گدیہ گری یہان
کوئی دے تو منگتون کی ہے کیا کمی یہان
بہت ہاتھ پھیلائے زیر ردا ہین
چھپے اوجھلے پھرتے ہین اکثر گدا ہین

بہت آپ کو کہکے مسجد کے بانی
بہت بنکے خود سید خاندانی
بہت سیکھکر نوحہ و سوز خوانی
بہت مدح مین کرکے رنگین بیانی
بہت آستانون کے خدام بنکر
پڑے مانگتے کہاتے پھرتے ہین در در

مشقت کو محنت کو جو عار سمجھین
ہنر اور پیشہ کو جو خوار سمجھین
تجارت کو کہیتی کو دشوار سمجھین
فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھین
تن آسانیان چاہین اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبیگی گر کل نہ ڈوبی

کرین نوکری بھی تو بے عزتی کی
جو روٹی کمائین تو بے حرمتی کی
کہین پائین منت تو بے غیرتی کی
قسم کھائیے انکی خوش قسمتی کی
امیرون کے بنتے ہین جب مصاحب
تو جاتے ہین ہو کر حمیت سے تائب

کہین اونکی صحبت مین گانا بجانا
کہین مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسانا
کہین پھبتیان کہکے انعام پانا
کہین چھیڑ کر گالیان کھا کے مرنا
یہ کام اور بھی کرتے ہین پر نہ ایسے
مسلمان مل کر خود فراموش رہنا

امیرون کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے — خمیر اونکا اور اونکی طینت جدا ہے

سزاوار ہے اونکو جو ناسزا ہے — روا ہے اونہین سبکو جو ناروا ہے

شریعت ہوئی ہے نکو نام اونسے — بہت فخر کرتا ہے اسلام اونسے

ہر ایک بول پر اونکے مجلس فدا ہے — ہر ایک بات پر ہان درست اور بجا ہے

نہ گفتار ہین اونکی کوئی خطا ہے — نہ کردار اونکا کوئی ناسزا ہے

وہ جو کچھ کہ ہین کہہ سکے کون اونکو — بنایا ندیمون نے فرعون اونکو

وہ دولت کہ ہے مایۂ دین و دنیا — وہ دولت کہ ہے توشۂ راہ عقبی

سلیمان کی جسکی حق سے تمنا — بڑہا جس سے آفاق مین نام کسری

کیا جسنے حاتم کو مشہور دوران — کیا جسنے یوسف کو مسجود اخوان

ملا ہے یہ نخر اوسکو انکی بدولت — کہ سمجھی گئی ہے وہ اصل شقاوت

کہین ہے وہ سرمایۂ جہل و غفلت — کہین نشۂ بادۂ کبر و نخوت

ان کے لئے جو کہ آب بقا ہے — وہ اس قوم کے حق مین سمی ہوا ہے

ادہر دولت نے یہان مونہ دکھایا — اودہر ساتھ ساتھ اوسکے ادبار آیا

جسے گہر پہ ثروت کا سایا — عمل وہان سے برکت نے اپنا اوٹھایا

نہین کوئی اونمین کچھ سبکو — مبارک نہین جیسے پر چیونٹی کو

سمجھتے ہین سب عیب جن عادتونکو
بہائم سے نسبت ہے جن سیرتونکو
چھپاتے ہین اوباش جن خصلتونکو
نہین کرتے اجلاف جن حرکتونکو
وہ یہان اہل دولت کو ہین شیر مادر
نہ خوف خدا ہے نہ شرم پیمبر

طبیعت اگر لہو و بازی پہ آئی
تو دولت بہت سی اسی مین لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی
تو کردی ہے گھر کی گھر مین صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے
یونہین مٹ گئے یہان ہزارون گھرانے

نہ آغاز پر اپنے غور اونکو اصلا
نہ انجام کا اپنے کچھ اونکو کھٹکا
نہ فکر اونکو اولاد کی تربیت کا
نہ کچھ ذلت قوم کی اونکو پروا
نہ حق کوئی دنیا پہ اونکا نہ دین پر
خدا کو وہ کیا منہ دکھائینگے جا کر

کسی قوم کا جب الٹتا ہے دفتر
تو ہوتے ہین مسخ اونمین پہلے تونگر
کمال اونمین رہتے ہین باقی نہ جوہر
نہ عقل اونکی ہادی نہ دین اونکا رہبر
نہ دنیا مین ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبے مین دوزخ نہ جنت کی پروا

نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا
نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
ہوا و ہوس مین خودی سے گزرنا
تعیش مین جینا نمائش پہ مرنا
سدا خواب غفلت مین بیہوش رہنا
دم نزع تک خود فراموش رہنا

پریشان اگر قحط سے ایک جہان ہے ۔ تو بیفکر ہیں کیونکہ گہر میں سمان ہے
اگر باغِ اُمّت میں فصلِ خزان ہے ۔ تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گلفشان ہے

یہی نوعِ انسان کا حق اونپہ کیا ہے ۔ وہ ایک نوع نوعِ بشر سے جدا ہے

کہان بندگانِ ذلیل اور کہان وہ ۔ بسر کرتے ہین بےغمِ قُوت و نان وہ
پہنتے نہین جز سمور و کتان وہ ۔ مکان کہتے ہین رشکِ خُلد و جنان وہ

نہین چلتے وہ بے سواری قدم بہر ۔ نہین رہتے بے نغمہ و ساز دم بہر

کمربستہ ہین لوگ خدمتمین اونکی ۔ گل و لالہ رہتے ہین صحبت مین اونکی
نفاست بہری ہے طبیعت مین اونکی ۔ نزاکت سو داخل ہے عادت مین اونکی

دوا اور غذا ہین مشک اونکی اوڑہنا ڈہیر ون ۔ وہ پوشاک مین عطر ملتے ہین سیرون

یہ ہو سکتے ہین اونکے ہمجنس کیونکر ۔ نہین جین جنکو زمانہ سے دم بہر
سواری کو گہوڑا نہ خدمت کو نوکر ۔ نہ رہنے کو گہر اور نہ سونے کو بستر

پہننے کو کپڑا نہ کہانے کو روٹی ۔ جو تدبیر اولٹی تو تقدیر کہوٹی

یہ پہلا سبق تہا کتاب ہُدےٰ کا ۔ کہ "ہے ساری مخلوق کنبا خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا ۔ خلائق سے ہے جسکو رشتہ ولا کا

یہی ہے عبادت یہی دین و ایمان ۔ کہ کام آئے دنیا مین انسان کے انسان"

(١) یہ دو حدیثین ہین ١ الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ ٢ الدین النصیحۃ

عمل جنکا[1] تھا اس کلام متین پر — وہ سرسبز ہین آج روی زمین پر
تفوق ہے اونکو کہین و مہین پر — مدار آدمیت کا ہے اب اونھین پر

شریعت کے جو ہمنے پیمان توڑے — وہ لیجا کے سب اہل مغرب نے جوڑے

سمجھتے ہین گمراہ جنکو مسلمان — نہین جنکو عقبے مین امید غفران
نہ حصہ مین فردوس جنکی نہ رضوان — نہ تقدیر مین حور جنکے نہ غلمان

پس از مرگ دوزخ ٹھکانا ہے جنکا — حمیم[2] آب و زقوم کہانا ہے جنکا

وہ ملک اور ملت پہ اپنے فدا ہین — سب آپس مین ایک ایک کے خیرخواہ ہین
اولو العلم ہین اونمین یا اغنیا ہین — طلبگار بہبود خلق خدا ہین

یہ تمغا تھا گویا کہ حصہ اونہین کا — کہ "حب الوطن[3] ہے نشان مومنین کا"

امیرون کی دولت غریبون کی ہمت — ادیبون کی انشا حکیمونکی حکمت
فصیحونکے خطبے شجاعون کی جرأت — سپاہی کے ہتیار شاہونکی طاقت

دلونکی اومنگین امیدونکی خوشیان — سب اہل وطن اور وطن پر ہین قربان

(۱) یعنی یورپ کی قومین جو قوم کی ہمدردی اور وطن کی حمایت اور تمام نوع انسان کی دستگیری اور امداد مین سارے جہان سے فائق ہین -

(۲) حمیم گرم پانی جو دوزخیون کو پلایا جائیگا . زقوم اہل دوزخ کے لئے ایک قسم کی خوراک ہوگی -

(۳) جیسا حدیث مین آیا ہے حب الوطن من الایمان -

سرداروں کی کیفیت؟

عروج اونکا جو تم عیان دیکھتے ہو — جہان مین اونہین کامران دیکھتے ہو
مطیع اونکا سارا جہان دیکھتے ہو — اونہین برتر از آسمان دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہین اونکی جوانمردیون کے — نتیجے ہین آپس کی ہمدردیون کے

ہمت والے مسلمان دولتمند

غنی ہم مین ہین جو کہ ارباب ہمت — مسلم ہے عالم مین جنکی سخاوت
اگر ہے مشائخ سے اونکو عقیدت — تو ہے پیرزادون پہ وقف اونکی دولت
لٹے ہین دن رات وہان عیش کرتے — یہ نوکر ہین جتنے وہ بہوکے ہین مرتے

عمل وعظون کے اگر قول پر ہے — تو بخشش کی امید بے صرف زر ہے
نماز اور روزہ کی عادت اگر ہے — تو روز حساب اونکو پہر کسکا ڈر ہے
اگر شہر مین کوئی مسجد بنا دی — تو فردوس مین نیو اپنی جما دی

عمارت کی بنیاد ایسی اوٹھائی — نہ نکلے کہین ملک مین جسکا ثانی
تماشون مین ثروت بڑون کی اوڑائی — نمایش مین دولت خدا کی لٹائی
چھٹی بیاہ مین کرنے لاکھون کے سامان — یہ ہین اونکے ارمان ہین اونکی خوشیان

دین اسلام کی حالت

مگر دین برحق کا بوسیدہ ایوان — تزلزل مین ہے جسکے ہین سست ارکان
زمانہ مین ہے جو کوئی دن کا مہمان — نہ پائینگے ڈھونڈا جسے پھر مسلمان
عزیزون نے اوس سے توجہ اوٹھالی — عمارت کا ہے اوسکی اللہ والی!

پڑی ہیں سب اُجڑی ہوئی خانقاہیں ۔ وہ درویش و سلطان کی امیدگاہیں
کھلی تھیں جہاں علم باطن کی راہیں ۔ فرشتوں کی پڑتی تھیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذبِ الٰہی کے پھندے ۔ کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں ۔ وہ اخبارِ دیں کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں ۔ محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغاں ۔ چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

مدارس وہ تعلیمِ دیں کے کہاں ہیں ۔ مراحل وہ علم و یقیں کے کہاں ہیں
وہ ارکان شرعِ متیں کے کہاں ہیں ۔ وہ وارث رسولِ امیں کے کہاں ہیں
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماویٰ ۔ نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلّا

کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر ۔ کہاں ہیں وہ علمِ الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم میں بادِ صرصر ۔ بجھیں مشعلیں نورِ حق کی سراسر
رہا کوئی ساماں نہ مجلس میں باقی ۔ صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

بہت لوگ بن کر ہوا خواہِ امت ۔ سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گانو در گانو نوبت بنوبت ۔ پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیلِ دولت
یہ ٹھیرے ہیں اسلام کے رہنما اب ۔ لقب ان کا ہے وارثِ انبیا اب

مدعیان درویشی

بہت لوگ پیرون کی اولاد بنکر
ہین ذات والا ہین کچھ جنکی جوہر

بڑا فخر ہے جنکو لے دے کے اسپر
کہ تھے اونکے اسلاف مقبول داور

کرشمے ہین جا جا کے جھوٹے دکہاتے
مریدون کو ہین لوٹتے اور کہاتے

یہ ہین جادہ پیمائے راہ طریقت
مقام انکا ہے ماورائے شریعت

انہین پر ہے ختم آج کشف و کرامت
انہین کے ہے قبضہ مین بندون کی قسمت

یہی ہین مراد[1] اور یہی ہین مریداب
یہی ہین جنید اور یہی بایزید اب

علمای زبان

برا ہے جسے نفرت وہ تحریر کرنی
جگہ جس سے شق ہون وہ تقریر کرنی

گنہگار بندون کی تحقیر کرنی
مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالمون کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیون کا ہمارے سلیقہ

کوئی مسئلہ پوچھنے اونسے جائے
تو گردن پہ بار گران لیکے آئے

اگر بد نصیبی سے شک اسمین لائے
تو قطعی خطاب اہل دوزخ کا پائے

اگر اعتراض اوسکے نکلا زبان سے
تو آنا سلامت ہے دشوار وہان سے

(۱) صوفیہ کی اصطلاح مین مراد وہ شخص ہے جسنے جاذبۂ الہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مرید وہ ہے جو سلوک کے بعد جذب کے مرتبہ کو پہنچا ہو۔ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی غالباً تیسری صدی ہجری کے مشہور عرفا مین سے ہین۔

کبھی گلی کی گلین مین پہلاتے — کبھی جہاگ پر جہاگ مین مونہہ آتے
کبھی جھوک اور سگ مین اسکو بتاتے — کبھی مارنی کو عصا مین اوٹھاتے
مسلمون (چشم بد دور) مین آپ دین کے — نمونہ ہین خلق رسول امین کے

جو چاہا کہ خوش اونسے ہو انسان — تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان
نشان سجدہ کا ہو جبین پر نمایان — تشرع مین اوسکی نہ ہو کوئی نقصان
لبین ٹہہی ہون نہ داڑہی چہٹی ہو — ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑہی ہو

عقائد مین حضرت کا ہمداستان ہو — ہر اک اصل مین فرع مین ہمزبان ہو
حریفون سے اونکے بہت بدگمان ہو — مریدون کا اونکی بڑا مدح خوان ہو
گر ایسا نہین ہے تو مردود دین ہے — بزرگون سے ملنے کے قابل نہین ہے

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا — کہ شیدا تھے اونپر یہود اور نصارے
گواہ اونکی نرمی کا قرآن ہے سارا (۱) — خود الدین یسر انہی نے پکارا
مگر یہان کیا ایسا دشوار اونکو — کہ مومن سمجھنے لگے بار اونکو

(۱) قرآن مین بہت سی آیتین دین اسلام کی آسانی پر دلالت کرتی ہین جیسے یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ۔ اور لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا ۔ اور ما جعل علیکم فی الدین من حرج اور بے شمار حدیثین اسی باب مین مروی ہین جیسے لا رہبانیۃ فی الاسلام اور لا ضرر ولا ضرار فی الاسلام اور اذا ام احدکم فلیخفف فان فیہم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض ۔ عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ (مسلم جو ہین) ایک شخص نے

نہ کی اونکی اخلاق مین رہنمائی ۔۔۔ نہ باطن مین کی اونکی پیدا صفائی
پہ احکام ظاہر کی لئے یہ بڑہائی ۔۔۔ کہ ہوتی نہین اونسے دم بہر رہائی

وہ دین جو کہ چشمہ تہا خلق نکو کا ۔۔۔ کیا اوسکو بالکل مجموعہ غسل و وضو کا
جائے شست و شو ہے

تقلید

سارا اہل تحقیق سے دل مین تنگ ہے ۔۔۔ حدیثون پہ چلنے مین دین کا خلل ہے
فتاوون پہ بالکل مدار عمل ہے ۔۔۔ ہر اک رای قرآن کا نعم البدل ہے

کتاب اور سنت کا ہے نام باقی ۔۔۔ خدا اور نبی سے نہین کام باقی

حالی مسدس

جہان مختلف ہون روایات باہم ۔۔۔ نہون سیدہی سادی روایت سے خوش ہم
جسے عقل رد کرے نہ ہرگز مسلّم ۔۔۔ اوسی ہر روایت سے سمجہین مقدم

سب اسمین گرفتار چہوٹے بڑے ہین ۔۔۔ سمجہ پر ہمارے ہی پتہر پڑے ہین

آکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مین نے قربانی سے پہلے سر منڈ والیا آپ نے فرمایا کچہ حرج نہین ہے اب قربانی کرلے پہر ایک اور شخص نے آکر عرض کیا کہ مینے کنکریان پہینکنے سے پہلے قربانی کرلی آپ نے فرمایا کچہ حرج نہین ہے اب کنکریان پہینک لے صاحب میزان شعرانی کا قول ہے کہ دین مین جسقدر آسانیان ہین وہ خدا اور رسول کی طرف سی ہین اور جتنی مشکلین ہین وہ علماء کی طرف سے ہین ۔

(۱) آنحضرت نے فرمایا ہے کہ بُعثتُ لاتمم مکارم الاخلاق یعنی مین اسلئے بہیجا گیا ہون کہ اخلاق کی خوبیون کو کمال کے درجہ تک پہنچا دون ۔ اور یہ بہی فرمایا کہ اچہا چلن اور نیک خصلت نبوت کا پچیسوان حصہ ہے اور یہ بہی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہین ہے جسنے اپنا پیٹ بہر لیا اور ہمسایہ کو بہوکا چہوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھیرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
کواکب مین مانے کرشمہ تو کافر

مگر مومنون پر کشادہ ہین راہین
پرستش کرین شوق سے جسکی چاہین

نبی کو جو چاہین خدا کر دکہائین
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑہائین
مزارون پہ دن رات نذرین چڑہائین
شہیدون سے جا جا کے مانگین دعائین

نہ توحید مین کچہ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

وہ دین جس سے توحید پہیلی جہان مین
ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان مین
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان مین
وہ بدلا گیا آکے ہندوستان مین

ہمیشہ سے اسلام تہا جسپہ نازان
وہ دولت بہی کہو بیٹہے آخر مسلمان

تعصب کہ ہے دشمن نوع انسان
بہرے گہر کئے سیکڑون جسنے ویران
ہوئی بزم نمرود جس سے پریشان
کیا جسنے فرعون کو نذر طوفان

تعصب

گیا جوش مین بولہب جسکے کہویا
ابوجہل کا جسنے بیڑا ڈبویا

(۱) تعصب اصل مین بیجا حمایت کرنے کو کہتے ہین مگر چونکہ اکثر بیجا حمایت کے ساتہ ہی بیجا مخالفت اور بیجا نفرت بہی پائی جاتی ہے اسلئے تعصب کا اطلاق جیف ذیل دونو پر ہوتا ہے • نمرود حضرت ابراہیم کی مخالفت سے اور فرعون حضرت موسے کے عناد سے اور ابولہب اور ابوجہل ہمارے نبی کی دشمنی سے ایسے برباد ہوئے کہ انکی تباہی اور بربادی آجتک ضرب المثل ہے ۔

وہ یہاں ایک عجب بہبیں میں جلوہ گر ہے
چھپا جسکے پردہ میں اوسکا ضرر ہے

بھرا زہر جس جام میں سر بسر ہے
وہ آب بقا ہمکو آتا نظر ہے

تعصب کو اک جزو دین سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلد بریں سمجھے ہیں ہم

ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے
کہ ہاں جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے

مخالف کی ریس اسمیں کرنی بری ہے
نشان غیرت دین حق کا یہی ہے

نہ ٹہیک اوسکی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو

قدم گر رہ راست پر اوسکا پاؤ
تو تم سیدہے رستہ سے کترا کے جاؤ

پڑیں اسمیں جو دقتیں وہ اوٹہاؤ
لگیں جسقدر ٹہوکریں اسمیں کہاؤ

جو نکلے جہاز اوسکا بچکر بہنور سے
تو تم ڈالدو ناؤ اندر بہنور کے

اگر مسخ ہو جائے صورت تمہاری
بہائم میں ملجائے سیرت تمہاری

بدل جائے بالکل طبیعت تمہاری
سراسر بگڑ جائے حالت تمہاری

تو سمجھو کہ ہے حق کی اک شان یہ بھی
ہے اک جلوۂ نور ایمان یہ بھی

نہ اوضاع میں تمسے نسبت کسیکو
نہ اخلاق میں تم پہ سبقت کسیکو

نہ حاصل ہے کہانوں میں لذت کسیکو
نہ پیدا یہ پوشش پہ زینت کسیکو

تمہیں فضل ہر علم میں برملا ہے
تمہاری جہالت میں بھی اک ادا ہے

کوئی چیز سمجھو اپنی بُری تم | رہو بات کو اپنی کرتے بُری تم
حمایت مین ہو جبکہ اسلام کی تم | تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم

بھی سے نہین مومنون کو مضرت | تمہارے گناہ اور نہ اوروں کی طاعت

مخالف کا اپنے اگر نام لیجے | تو ذکر اوسکا ذلت سے خواری سے کیجے
کبھی بھولکر طرح آمین نہ دیجے | قیامت کو دیکھوگے اسکے نتیجے

گناہوں سے ہوتی ہو گویا تبرا | مخالف پہ کرتے ہو جب تم تبرا

نہ سنی مین اور جعفری مین ہو الفت | نہ نعمانی و شافعی مین ہو ملت
وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت | مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت

رہے اہل قبلہ مین جنگ ایسی باہم | کہ دین خدا پر ہنسے سارا عالم

کبھی کوئی اصلاح کا گر ارادہ | تو شیطان سے اوسکو سمجھو زیادہ
جسے ایسی منفعت سے ہے استفادہ | رہ حق سے ہے برطرف اوسکا جادہ

شریعت کو کرتے ہین برباد دونو | ہین مردود شاگرد و استاد دونو

وہ دین جسنے الفت کی بنیاد ڈالی | کیا طبع دوران کو نفرت سے خالی
بنایا اجانب کو جسنے موالی | ہر اک قوم کی دل سے وحشت نکالی

عرب اور حبش ترک تاجیک و دیلم | ہوئے سارے شیر و شکر ملکے باہم

الفت اسلام

تعریف تعصب

تعصب نے اوس صاف چشمہ کو آکر | کیا بغض کے خار و خس سے مکدّر
بنے خصم جو تھے عزیز اور برادر | نفاق اہل قبلہ مین پہیلا سراسر
نہین دیکھ سکتا ایسے اب دو مسلمان | کہ ہو ایک کو دیکہکر ایک شادان

فرض اہل اسلام

ہمارا یہ حق تہا کہ سب یار ہوتے | مصیبت مین یارون کے غمخوار ہوتے
سب ایک ایک کے باہم مددگار ہوتے | غم قوم مین سینہ افگار ہوتے
جب الفت مین یون ہوتے ثابت قدم ہم | تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم

نتیجہ تفرقہ

اگر بہولتے ہم نہ قول پیمبر | کہ ہین سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور | معین اوسکا ہے خود خداوند داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی | فقیری مین بہی کرتے ہم بادشاہی

ثمرۂ اتفاق

وہ گہر جسمین ہون دل ملے سب کے باہم | خوشی ناخوشی مین ہون سب یار ہمدم
اگر ایک خوشدل تو گہر سارا خرم | اگر ایک غمگین تو دل سب کے پرغم
مبارک ہے اوس قصر شاہنشہی سے | جہان ایک دل ہو مکدر کسی سے

اخلاق اہل اسلام

اگر ہو مدار اسپہ تحقیق دین کا | کہ ہے دین والون کا برتاو کیسا
ہے بازار اونکا کہرا یا کہ کہوٹا | ہے قول و قرار اونکا جہوٹا کہ سچا
تو ایسے ملنیگے بہت شاذ ہین یہان | کہ اسلام پر جنسے قائم ہو برہان

غیبت

مجالس مین غیبت کا زور اسقدر ہے
کہ آلودہ اس خون مین ہر بشر ہے
نہ بہائی کو بہائی سے یہان درگزر ہے
نہ مُلّا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے
اگر نشہ مے ہو غیبت مین پنہان
تو ہشیار پائے نہ کوئی مسلمان

حسد و تکبر

جنہین چار پیسے کا مقدور ہے یہان
سمجہتے نہین ہین وہ انسان کو انسان
موافق نہین جنسے ایام دوران
نہین دیکہہ سکتے کسیکو وہ شادان
نشہ مین تکبر کے ہے چور کوئی
حسد کے مرض مین ہے رنجور کوئی

اگر مرجع خلق ہے ایک بہائی
بہلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی
نہین ظاہرا جسمین کوئی برائی
ہر اک دلمین عظمت ہے جسکی سمائی
تو پڑتی ہین اوسپر نگاہین غضب کی
کہٹکتا ہے کانٹا سا آنکہون مین سب کی

بگڑتا ہے جب قوم مین کوئی بنکر
ابہی گردنین جہکتی تہین جسکی در پر
ابہی بخت و اقبال تہے جسکے یاور
مگر کردیا اب زمانہ نے بے پر
تو ظاہر مین کرتے ہین خوش نشین جسپر
کہ بہدر رہا نہ آیا ایک مفلسی مین

خودغرضی

اگر ایک جوانمرد ہمدرد انسان
کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان
تو خود قوم اوسپر لگائے یہ بہتان
کہ ہے اسکی کوئی غرض اسمین پنہان
وگرنہ پڑی کیا کسیکو کسیکی
یہ چالین سراسر ہین خود مطلبی کی

خبث نفس

نکالی اگر اونکی بھلائی کی صورت
تو ڈالین جہان تک بنے اوسمین کہنڈت

سنین کامیابی کہین اوسکی شہرت
تو دل سے تراشین کوئی تازہ تہمت

سو ہے اپنا ہو گو دین دنیا مین کالا
نہ ہو ایک بھائی کا پر بول بالا

فتنہ انگیزی

اگر بھائی ہین دو دلونمین صفائی
تو ہین ڈالتے اونمین طرح جدائی

کہنی دو گروہونمین جب دم لڑائی
تو گویا تماشا ہماری بر آئی

بس اس سے نہین مشغلہ خوب کوئی
تماشا نہین ایسا مرغوب کوئی

بدنامی اور رسوائی

تغلب مین بدنیتی مین دغا مین
نمود اور بناوٹ فریب اور ریا مین

سعایت مین بہتان مین افترا مین
کسی بزم بیگانہ و آشنا مین

نہ پاؤگے رسوا و بدنام ہمسے
بڑہی پہر نہ کیون شان اسلام ہمسے

خوشامد

خوشامد مین ہمکو وہ قدرت ہے حاصل
کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہین مائل

کہین احمقون کو بناتے ہین عاقل
کہین ہوشیارونکو کرتے ہین غافل

کسیکو اوتارا کسیکو چڑہایا
یونہین سیکڑون کو اسامی بنایا

کذب و مبالغہ

روایات پر چاشنی ایک چڑہانا
قسم جہوٹے وعدون پہ سو بار کہانا

اگر مدح کرنا تو حد سے بڑہانا
مذمت پہ آنا تو طوفان اوٹہانا

یہی روزمرہ کا یہان اونکی عنوان
فصاحت مین بے مثل ہین جو مسلمان

خود پسندی

اوسی جانتے ہین بڑا اپنا دشمن
ہمارے کرے عیب جو ہم پہ روشن
نصیحت سے نفرت ہے ناصح سے اَن بَن
سمجھتے ہین ہم رہنماؤن کو رہزن
یہی عیب ہے سب کو کہو یا ہے جسنے
ہمین نا و بہر کر ڈبویا ہے جسنے

خلفا کی انصاف پسندی

وہ عہد ہمایون جو خیر القرون تہا
خلافت کا جبتک کہ قائم ستون تہا
نبوت کا سایہ ابہی رہنمون تہا
سمان خیر و برکت کا ہر دم فزون تہا
عدالت کی زیور سے تہی سب مزین
پہلا اور پہولا تہا احمد کا گلشن

سعادت بڑی اوس زمانہ کی یہ تہی
کہ جہکتی تہی کم دن نصیحت پہ سبکی
نہ کرتے تہی خود قول حق سے خموشی
نہ لگتی تہی حقکی[1] وہ نہین بات کڑوی
غلامون سے ہو جاتے تہے بند آقا
خلیفون سے لڑتی تہی ایک ایک بڑہیا

(۱) ایک مجلس مین مہاجر و انصار جمع تہے حضرت عمر نے (کہ اوسوقت خلیفہ تہے) تین بار سب سے مخاطب ہوکر یہ کہا کہ اگر مین حقوق خلافت مین سستی کرون تو تم کسطرح پیش آؤ. بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا کرے تو ہم تکلے کی طرح تیرے بل نکالدین. حضرت عمر نے کہا اگر تم ایسے ہو تو تمہارا کیا کہنا. ایکبار حضرت عمر بڑے بڑے مہر باندہنے کی ممانعت کر رہے تہے کہ ایک بڑہیا نے کہڑے ہو کر قرآن کی یہ آیت پڑہی کہ ان آتیتم احدٰہن قنطارا فلا تاخذوا منہ شیئًا اور کہا کہ خلیفہ ہو کر قرآن نہین سمجہتا. حضرت عمر نے کہا ‘‘عمر سے سب کا علم زیادہ ہے یہانتک کہ بڑہیون کا بہی‘‘ اور پہر ممانعت نہ کی.

نبی نے کہا تہا جنہین فخر امت ۔ جنہین خلد کی مل چکی تہی بشارت
مسلّم تہی عالم مین جنکی عدالت ۔ رہا مفتخر جنسے تخت خلافت
وہ پہرتے تہے راتون کو چھپ چھپ کے در در(۱) ۔ کہ شہر مین اپنا کہین عیب سنکر

مگر ہم کہ ہین دام و دد ہمسے بہتر ۔ نہ ظاہر کہین ہم مین خوبی نہ مضمر
نہ اقران و امثال مین ہم موقّر ۔ نہ اجداد و اسلاف کے ہم مین جوہر
نصیحت سے ایسا برا مانتے ہین ۔ کہ گویا ہم اپنے کو پہچانتے ہین

نبوت نہ گر ختم ہوتی عرب پر ۔ کوئی ہم پہ مبعوث ہوتا پیمبر
تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر ۔ ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر
یونہین جو کتاب اوسمین ہمپر اوترتی ۔ وہ گمراہیان سب ہماری جتاتی

(۱) حضرت عمر کے عہد مین ایکبار کچہہ سوداگر آکر شہر سے باہر اوترے ۔ رات کو آپ اور عبد الرحمٰن بن عوف حسب عادت گشت کرنے کے لئے وہان گئے ۔ انکو رات بہر مین تین بار ایک بچہ کے رونے کی آواز آئی ۔ عمر فاروق ہر دفعہ اوس خیمہ پر جاتے تہے اور اوسکی مان کو ملامت کر آتے تہے کہ تو کیسی بری مان ہے کہ تیرا بچہ اول شب سے بے چین ہے ۔ آخر اوس عورت نے کہا اے خدا کے بندے تو نے مجہے ساری رات دق کیا ۔ مین اسے دودہ پینے کی عادت چہڑاتی ہون ۔ وہ ضد کرتا ہے ۔ کہا کیون ۔ کہا عمر دودہ چہٹے بغیر بچون کا وظیفہ مقرر نہین کرتا ۔ آپ بہت روئے اور اپنے جی مین کہا کہ خدا جانے مسلمانون کے کتنے بچے میرے سبب سے ہلاک ہوئے ہونگے ۔ اوسیوقت منادی کرائی کہ کوئی اپنے بچہ کا دودہ جلدی نہ چہڑائے اور تمام ملک مین حکم بہیجدیا کہ ہر مسلمان کے ہان بچہ ہوتے ہی اوسکا وظیفہ مقرر کیا جائے ۔

نقصان علوم دنیوی

ہنر ہم مین جو ہین وہ معلوم ہین سب — علوم اور کمالات معدوم ہین سب
چلن اور اطوار مذموم ہین سب — فراغت سے دولت سے محروم ہین سب
جہالت نہین چھوڑتی ساتہ دم بھر — تعصب نہین بڑھنے دیتا قدم بھر

شاعری

وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر — عفونت مین سنڈاس سے جو ہی بدتر
زمین جس سے ہی زلزلہ مین برابر — ملک جس سے شرماتی ہین آسمان پر
ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا — وہ علمون مین علم ادب ہے ہمارا

برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے — عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے
تو وہ محکمہ جسکا قاضی خدا ہے — مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے
گنہگار وان چھوٹ جائینگے سارے — جہنم کو بھر دینگے شاعر ہمارے

سخن جو ہی یہان آج حصہ ہمارا — نہین قوم کو ظاہرا جس سے چارہ
ہر اک کذب و بہتان ہے جسمین گوارا — مجسم ہوا وسکا اگر جھوٹ سارا
بنے ہند مین اوس سے اور اک ہمالا — ہمالا سے ہو جسکی چوٹی دوبالا

زمانہ مین جتنے قلی اور نفر ہین — کمائی سے اپنی وہ سب بہرہ ور ہین
گوئیے امیرون کے نور نظر ہین — ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہین
مگر اس تپ دق مین جو مبتلا ہین — خدا جانے وہ کس مرض کی دوا ہین

جو سقے نہون جی سے جائین گذر سب
ہو میلا جہان کم ہون ہیبتین اگر سب
نجس دم پہ گر شہر چھوڑین نفر سب
جو ٹہر جائین مہتر تو گندے ہون گہر سب
یہ کر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے
کہین مل کے خس کم جہان پاک سارے

عرب جو تہے دنیا مین اس فن کے بانی
نہ تہا کوئی آفاق مین جنکا ثانی
زمانہ نے جنکی فصاحت تہی مانی
مٹا دی عزیزون نے اونکی نشانی
سب اونکے ہنر اور کمالات کہو کر
رہی شاعری کو بہی آخر ڈبو کر

ادب مین پڑی جان اونکی زبان سے
جلا دین نے پائی اونکے بیان سے
سنان کے لئے کام انہون نے لسان سے
زبانون کی کوچی تہی ہمسر سنان سے
ہوئے اونکے شعرون سے اخلاق صیقل
پڑی اونکے خطبون سے عالم مین ہلچل

خلف اونکے یہان جو کہ جابجا ہین
فصاحت مین مقبول ہر جوان ہین
بلاغت مین مشہور ہندوستان ہین
وہ کچھ ہین تو لی دی کی اس گو یہان ہین
کہ جب شعر مین عمر ساری گنوائین
تو بہانڈ اونکی غزلین مجالس مین گائین

طوائف کو ازبر ہین دیوان اونکے
نکلتے ہین تکیون مین ارمان اونکے
گویّون پہ بے حد ہین احسان اونکے
ثناخوان ہین ابلیس شیطان اونکے
کہ عقلون پہ پردے دئے ڈال انہون نے
ہمین کر دیا فارغ البال انہون نے

وہ طب جس پہ غش ہین ہمارے اطبا
سمجھتے ہین جسکو بیاض مسیحا
بتائی ہین ہر مجمل جسکے بہت سا
چھپے عیب کی طرح کرتی ہین خفا
فقط چند نسخون کا ہی وہ سفینہ
چلے آئے ہین جو کہ سینہ بہ سینہ

نہ انکو نباتات سی آگہی ہے
نہ صلا خبر معدنیات کی ہے
نہ تشریح کی لِم کسی پہ کہلی ہے
نہ علم طبیعی نہ کیمسٹری ہے
نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے
مریضون کا انکی نگہبان خدا ہے

نہ قانون مین انکے کوئی خطا ہے
نہ مخزن مین انگشت رکھنے کی جا ہے
سدیدی مین لکھا ہے جو کچھ بجا ہے
نفیسی کے ہر قول پر جان فدا ہے
سلف لکھ گئے جو قیاس اور گمان سے
صحیفے ہین اوترے ہوئے آسمان سے

وہ تقویم پارینہ یونانیون کی
وہ حکمت کہ ہی ایک ہو کی ٹٹی
یقین جسکو ٹہیرا چکا ہے نکمّی
عمل نے جسے کر دیا آکے ردّی
اوسی وحی سی سمجھی ہین ہم زیادہ
کوئی بات اوسمین نہین کم زیادہ

زبور اور توریت و انجیل و قرآن
بالاجماع ہین قابل نسخ و نسیان
مگر لکھ گئی جو اصول اہل یونان
نہین نسخ و تبدیل کا اونمین امکان
نہین مٹتے جب تک کہ آثار دنیا
مٹیگا کبھی کوئی شوشہ نہ اونکا

نتائج ہین جو مغربی علم و فن کے | وہ ہین ہند مین جلوہ گر سو برس سے
تعصب نے لیکن وہ ڈالی ہین پردے | کہ ہم حق کا جلوہ نہین دیکھ سکتے
جمی ہین دلون مین ارسطو کی رائین | جواب وحی اوتری تو ایمان نہ لائین

اب اس فلسفہ پر ہین جو مرنے والے | شفا[1] کی ہین سب جنکو ازبر مقالے
جنہون نے مجسطی پہ ڈیرے ہین ڈالے | حواشی ہین تجرید کی سب کھنگالے
وہ تھی کی کچھ بیل سے کم نہین ہین | پھری عمر بھر اور جہان تھے وہین ہین

وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت | بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت
اگر کہتے ہین کچھ طبیعت مین جودت | تو تھی اونکی سب سے بڑی یہ لیاقت
کہ گر دن کو وہ رات کہہ دین زبان سے | تو منوا کے چھوڑین اوسے اک جہان سے

سوا اسکی جو آئی اوسکو پڑھا دین | اور نہین جو کچھ آتا ہے اوسکو سنا دین
وہ سیکھی ہین جو بولیان سب سکھا دین | میان مٹھو اپنا سا اوسکو بنا دین
یہ لے دے کے ہے علم کا اونکی حاصل | اسی پر ہے فخر اونکو ہین لاطائل

نہ سرکار مین کام پانیکے قابل | نہ دربار مین لب ہلانیکے قابل
جنگل مین ریوڑ چرانے کے قابل | نہ بازار مین بوجھ اوٹھانیکے قابل
نہ پڑھتے تو سو طرح کھاتے کما کر | وہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکر

(۱) شفا بو علی سینا کی اور مجسطی بطلیموس کی اور تجرید نصیر الدین طوسی کی کتابین ہین۔

جو پوچھو کہ حضرت نے کچھ جو پڑھا ہے
مراد آپ کی اُنکی پڑھنے سے کیا ہے
مفاد انہیں دنیا کا یا دین کا ہے
نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے
تو مجذوب کی طرح سب بکنے لگے
جواب اسکا لیکن نہ کچھ دے سکیں گے

نہ حجت رسالت پہ لا سکتے ہیں وہ
نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہیں وہ
نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ
نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ
دلیلیں ہیں سب آج بیکار انکی
نہیں چلتی توپوں میں تلوار انکی

پڑی اوس مشقت میں ہیں وہ سراپا
نتیجہ نہیں انکو معلوم جسکا
کہیں چال آگے کی بہتیرے جو بتیا
اوسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا
نہیں جانتے یہ کہ جاتے کدھر ہیں
گئے بھول رستہ وہ یا راہ پر ہیں

مثال انکی کوشش کی ہے صاف ایسی
کہ کھائی کہیں بندروں نے جو سردی
ادھر اور ادھر بہت تک آگ ڈھونڈی
کہیں روشنی اونکو پائی نہ دیکی
مگر ایک جگنو چمکتا جو دیکھا
پتنگا اوسے آگ کا سب نے سمجھا

لیا جا کے تھام اور سب نے اوسے دام
لیا گھاس پھونس اوس پہ لا کر فراہم
لگے اوسکو سلگانے سب ملکے پیہم
پہ کچھ آگ سلگی نہ سردی ہوئی کم
یونہیں رات ساری وہ نہوں نے گنوائی
مگر اپنی محنت کی اجرت نہ پائی

گذرتے تھے جو جا بجا اوس طرف سے | جب اس کشمکش میں اونہیں دیکھتے تھے
ملامت بہت سخت تھے اونکو کرتے | کہ شرمائیں وہ زعم باطل سے اپنے
مگر ایسی کدسے نہ باز آتے تھے وہ | ملامت پہ اور اولٹے غرّاتے تھے

نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن نہ روشن | اسیطرح جو ہیں حقیقت کے دشمن
نہ جہاڑینگے گرد توہم سے دامن | پہ جب ہوگا نور سحر لمعہ افگن
بہت جلد ہو جائیگا آشکارا | کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اک ستارا

[illegible] اولاد

شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے | تباہ اونکی حالت بری اونکی گت ہے
کسیکو کبوتر اوڑانے کی لت ہے | کسی کو بٹیرین لڑانے کی ہت ہے
چرس اور گانجے پہ شیدا ہے کوئی | مدک اور چنڈو کا رسیا ہے کوئی

سدا گرم انفاس سے اونکی صحبت | ہر اک رند و اوباش سے اونکی ملت
پڑہے لکہوں کے سایہ سے اونکو وحشت | مدارس سے تعلیم سے اونکو نفرت
کمینوں کے جو گہر میں عمرین گنوائی | اونہیں گالیاں دینی اور کہانی آئی

نہ علمی مدارس میں ہیں اونکو پاتے | نہ شائستہ جلسوں میں ہیں آتے جاتے
پہ میلوں کی رونق ہیں جا کر بڑہاتے | پڑے پہرتے ہیں دیکھتے اور دکہاتے
کتاب اور معلم سے پہرتے ہیں بہاگے | مگر ناچ گانے میں ہیں سب سے آگے

اگر کبھی اون پاک شہدونکی گنتی
ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہے چلتی
ملی خاک مین جنسے عزت بڑونکی
مٹی خاندانون کی جنسے بزرگی
تو یہ جسقدر خانہ برباد ہونگے
وہ سب ان شریفونکی اولاد ہونگے

ہوئی اونکی بچپن مین یون پائمالی
کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی
لگی ہونے جب کچھ بوجھہ سیانی
چڑھی بہوت کی طرح سر پر جوانی
بس اب گھر مین دشوار تھمنا ہے اونکا
اکھاڑونمین ٹکیونمین رمنا ہے اونکا

نشہ مین ہمی عشق کی چور ہین وہ
صف فوج مژگان مین محصور ہین وہ
غم چشم وابرو مین رنجور ہین وہ
بہت ہاتھ سے دل کی مجبور ہین وہ
کرین کیا کہ ہے عشق طینت مین اونکی
حرارت بھری ہے طبیعت مین اونکی

اگر شش جہت مین کوئی دلربا ہے
تو دل انکا نادیدہ اوسپر فدا ہے
اگر خواب مین کچھ نظر آگیا ہے
تو یاد اوسکی دن رات نام خدا ہے
بھری سب کی وحشت سے رودادین یہان
جنھے دیکھیے قیس و فرہاد ہے یہان

اگر مان ہے دکھیا تو اونکی بلا سے
اپاہج ہے باوا تو اونکی بلا سے
جو ہے گھر مین فاقہ تو اونکی بلا سے
جو مرتا ہے کنبا تو اونکی بلا سے
جنھون نے لگائی ہو تو دلربا سے
غرض پھر اونھین کیا ہے ماسوا سے

نہ گالی سے دشنام سے جی چرائین — نہ جوتی سے پیزار سے ہچکچائین
جو میلون مین جائین تو جچین دکہائین — جو محفل مین بیٹہین تو فتنے اٹہائین
لرزتے ہین اوباش انکی ہنسی سے — گریزان ہین رند انکی ہمسایگی سے

سپوتون کو اپنے اگر بیاہ دیجے — تو بہو ونکا بوجہ اپنی گردن پہ لیجے
جو بیٹی کے پیوند کی فکر کیجے — تو بدراہ ہین بہانجے اور بہتیجے
یہی جہینکنا کو بکو گہر بگہر ہے — بہو کو ٹہکانا نہ بیٹی کو بر ہے

نہ مطلب نگاری کا انکو سلیقہ — نہ دربارداری کا انکو سلیقہ
نہ امیدواری کا انکو سلیقہ — نہ خدمت گزاری کا انکو سلیقہ
قلی یا نفر ہو تو کچہ کام آئے — مگر انکو کس مد مین کوئی کہپائے

نہین ملتی روٹی جنہین پیٹ بہر کے — وہ گزران کرتی ہین سب عیب کرکے
جو ہین انمین سے چار آسودہ گہر کے — وہ دنرات خواہان ہین گہر بیٹہکے
نمود انمین اعیان و اشراف کی ہین! — سلف انکی وہ تہی خلف انکی یہ ہین!

وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے؟ — کہ جسکی طرف آنکہ سبکی لگی ہے
بہت جس سے آیندہ چشم بہی ہے؟ — بقا منحصر جسپہ اسلام کی ہے
یہی جان ڈالیگی باغ کہن مین؟ — ابہی سے بہار آئیگی اس چمن مین؟

یہی ہیں وہ نسلیں مبارک ہماری ! کہ بخشیں گے جو دین کو استواری

کرینگی یہی قوم کی غمگساری ! انہیں پر امیدیں ہیں موقوف ساری !

یہی شمع اسلام روشن کرینگی ! بڑونکا یہی نام روشن کرینگی !

خلف انکی الحق اگر یہاں یہی ہیں سلف کی اگر فاتحہ خوان یہی ہیں

اگر یادگار عزیزان یہی ہیں اگر نسل اشراف و اعیان یہی ہیں

تو یاد اسقدر اونکی رہجائیگی یہاں کہ اک قوم رہتی تھی اس نام کی یہاں

سمجھتے ہیں شائستہ جو آپ کو یہاں ہیں آزادی پہ جو کہ نازان

چلن پہ ہیں جو قوم کے یہی خندان مسلمان ہیں سب جنکے نزدیک نادان

جو ڈھونڈو گے یاروں کے ہمراز اونمیں تو نکلیں گے تھوڑے جوان مرد اونمیں

نہ رنج اونکو افلاس کا انکو اصلا نہ فکر اونکی تعلیم اور تربیت کا

نہ کوشش کی ہمت نہ دینے کو پیسا اوڑانا مگر مفت ایک ایک کا خاکا

کہیں اونکی پوشاک پر طعن کرنا کہیں اونکی خوراک کو نام دھرنا

عزیزوں کی جس بات میں عیب پانا نشانہ اوسے ہمنشینوں کا بنانا

شماتت سے دل بھائیوں کا دکھانا یگانوں کو بیگانہ بنکر چڑانا

نہ کچھ درد کی چوٹ اونکے جگر میں نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر میں

جہاز ایک گرداب مین پہنس رہا ہے
پڑا جس سے جو کہین نہین چہوٹا ہے

نکلنے کا رستہ نہ بچنے کی جا ہے
کوئی اونمین سو تا کوئی جاگتا ہے

جو سوتے ہین وہ مست خواب گران ہین
جو بیدار ہین اونپہ خندہ زنان ہین

کوئی انسے پوچہے کہ اے ہوش والو
کس امید پر تم کہڑے ہنس رہے ہو

برا وقت بیڑے پہ آنے کو ہے جو
نہ چہوڑیگا سوتون کو اور جاگتون کو

بچوگے نہ تم اور نہ ساتہی تمہارے
اگر ناو ڈوبی تو ڈوبینگے سارے

غرض عیب کیجے بیان اپنے کیا کیا
کہ بگڑا ہوا یہان ہے آوے کا آوا

فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا
تاسف کے قابل ہے احوال سب کا

مریض ایسے مایوس دنیا مین کم ہین
بگڑ کر کبہی جو سنبہلین وہ ہم ہین

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچہا
کہ نعمت ہے دنیا مین سب سے بڑی کیا

کہا "عقل جس سے ملے دین و دنیا"
کہا "گر نہو وہ" سے "ان کو بہرہ"

کہا "پہر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار بشر ہے"

کہا "گر نہو یہ بہی اوسکو میسر"
کہا "مال و دولت ہے پہر سب سے بہتر"

کہا "ور نہو یہ بہی اگر بن اوسپر"
کہا "اوسپہ بجلی کا گرنا ہے بہتر"

وہ ننگ بشر تا کہ ذلت سے چہوٹے
خلایق سب اوسکی نحوست سے چہوٹے"

مجھے ڈر ہے اے میرے ہم قوم یارو مبادا کہ وہ ننگ عالم تمہیں ہو
گر اسلام کی کچھ حمیت ہے تمکو تو جلدی سے اٹھو اور اپنی خبر لو
وگرنہ یہ قول آئیگا راست مُتِر کہ ہونے سے انکا نہونا ہے بہتر

رہو گی یونہیں فارغ البال کب تک نہ بدلو گی یہ چال اور ڈھال کب تک
رہیگی نئی پود پامال کب تک نچھوڑو گی تم بھیڑیا چال کب تک
بس اگلے فسانے فراموش کردو تعصب کے شعلہ کو خاموش کردو

حکومت نے آزادیاں تمکو دی ہیں ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں کہ راجا سے پرجا تلک سب سکھی ہیں
تسلط ہے ملکو یہیں امن و امان کا نہیں بند رستہ کسی کاروان کا

نہ بدخواہ ہے دین و ایمان کا کوئی نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی
نہ ناقض ہے ملت کے ارکان کا کوئی نہ مانع شریعت کے فرمان کا کوئی
نمازیں پڑھو بیخطر مسجدوں میں اذانیں دو ہر آں سے دو مسجدوں میں

کھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں تو ہموار ہیں کسب دولت کی راہیں
نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا نہ رستوں میں قزاق و رہزن کا کھٹکا

مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلوں میں
گھروں ہی سے اچھے ہیں منزلوں میں
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلوں میں
شب و روز ہیں ایسی قافلوں میں
سفر جو کبھی تھا نمونہ سقر کا
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا

پہنچتی ہیں ملکوں سے دم دم کی خبریں
چلی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں
عیاں ہیں ہر اک اعظم کی خبریں
کھلی ہیں زمانہ پہ عالم کی خبریں
نہیں واقعہ کوئی پنہاں کہیں کا
ہے آئینہ احوال روی زمیں کا

کرو قدر اس امن و آزادگی کی
کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی
ہر اک رہرو کا زمانہ ہے ساتھی
یہ ہر سو سے آواز پیہم ہے آتی
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہزن کا ڈر ہے
نکل جاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہیں
بہت بوجھ بار اپنے لدوا رہے ہیں
بہت سے چل چلاؤ میں گھبرا رہے ہیں
بہت سے نہ چلنے سے پچھتا رہے ہیں
مگر اک تمہیں ہو کہ سوتے ہو غافل
مبادا کہ غفلت میں کھو دی ہو منزل

نہ بدخواہ سمجھو بس اب یاوروں کو
لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبروں کو
دو الزام پیچھے نصیحتگروں کو
ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو
کہ خالی ہیں یا پر ذخیرے تمہارے
بھری ہیں کہ اچھے ہیں تیرے تمہارے